شہادتِ امام حسن رضی اللہ عنہ

مفتی رضاء الحق اشرفی

﴿ناشر﴾

اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی ملحقہ السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر یوپی

نام کتاب: منحة رب المنن فی تحقیق سم الحسن

المعروف بہ شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ ایک تاریخی وتحقیقی جائزہ:

نام مصنف: مفتی رضاء الحق اشرفی

کمپوزنگ: محمد نذر الباری اشرفی (اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر، جامع اشرف)

اشاعت باراول: اکتوبر 2016ء

تعداد: 1000

صفحات: 80

قیمت:

ملنے کے پتے

☆ السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف، جامع اشرف کچھوچھہ شریف، یوپی

☆ اہل سنت ریسرچ سینٹر، جوگیشوری، ممبئی، مہاراشٹر 9987517752

☆ مکتبہ فیضان اشرف، جامع اشرف کچھوچھہ شریف، یوپی،

☆ الاشرف اکیڈمی دہلی 9891105516

☆ الاشرف اکیڈمی، راج محل صاحب گنج، جھارکھنڈ 8869998234

☆ مدرسہ اشرفیہ غریب نواز، نئی بستی، راج محل، صاحب گنج جھارکھنڈ 7764078380

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	عرض مولف	5
2	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو متعدد بار زہر دیا گیا۔	7
3	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟	15
4	ابن سعد کی روایت	16
5	تخریج	16
6	حالات رواۃ = یحیٰی بن حماد الشیبانی	17
7	ابو عوانہ وضاح بصری	20
8	المغیرۃ بن مقسم الضبی	23
9	’’مغیرۃ عن ام موسیٰ‘‘ والی سند سے مروی چند روایات	27
10	ام موسیٰ	31
11	شیخ البانی کی ایک حیرت ناک بات	33
12	جعدہ بنت اشعث سے متعلق دوسری روایت	36
13	حالات رواۃ = محمد بن سعد بن منیع القرشی	36
14	یعقوب بن ابی سلمہ	38
15	جعدہ بنت اشعث سے متعلق تیسری روایت	38
16	حالات رواۃ = ابو منصور محمد بن عبداللہ بن خیرون المقری	39
17	ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن حسن الجوہری	40
18	ابو عمر بن حیویہ	41
19	ابو بکر محمد بن خلف المرزبان	42
20	ابو عبداللہ ثمامی	43

21	محمد بن سلام الجمحی	43
22	ابن جعدبہ	46
23	جعدۃ بنت اشعث سے متعلق چوتھی روایت	48
24	حالات رواۃ=ابومعاویہ	49
25	مغیرہ وام موسیٰ	50
26	جعدہ بنت اشعث سے متعلق پانچویں روایت	50
27	حالات رواۃ= عبدالعزیز بن شیبہ	51
28	ابوالاشعث احمد بن المقدام	51
29	زہیر بن العلاء العبدی المصری	52
30	سعید بن ابی عروبہ	54
31	قتادہ بن دعامہ السدوسی	55
32	جن اسلاف نے جعدہ سے متعلق روایت قبول کیا ہے۔	56
33	شبہات وجوابات	59
34	فضائل امام حسن رضی اللہ عنہ	70
35	فضائلِ علی رضی اللہ عنہ پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا بے مثال خطبہ	75
36	ماخذ و مراجع	78

عرض مولف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین

شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ، ایک تاریخی و تحقیقی جائزہ' کی تالیف کا محرک یہ ہوا کہ وہابیوں کی ایک سائٹ Ahlulhadith پہ ایک آرٹیکل نظر آیا جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت زہر سے نہیں ہوئی ہے بلکہ آپ کا وصال سل ودق (ٹی۔بی) کے مرض سے ہوا ہے۔ آرٹیکل میں یہ دعوی بھی کیا گیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا، یہ بات روافض کی گڑھی ہوئی ہے، اس کے ثبوت پہ کوئی مستند و معتبر روایت موجود نہیں۔ یہی دعوی بعض علماء اہل حدیث کی کتابوں میں بھی نظر آیا۔ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جعدہ بنت اشعث کی جانب زہر خورانی کی نسبت کرنے والے سب کے سب شیعہ اور روافض ہیں۔ علم و تحقیق کے میدان میں جب شدت پسندی اور افراط کی یہ مثال نظر آئی تو راقم نے کتب متون و تواریخ و سیر کی چھان بین شروع کی۔ تلاش و جستجو کرنے پر ایک نہیں متعدد معتبر و مستند روایات سامنے آئیں جن میں بعض صحیح الاسناد ہیں اور مجموعی اعتبار سے سب روایات معتبر و مقبول ہیں۔ تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا۔ اس کتاب میں تقریباً ایک درجن اسلاف امت کے اقوال اس بات کے ثبوت پر پیش کیے گئے ہیں لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ جعدہ بنت اشعث کی جانب زہر خورانی کی نسبت کرنے والے سب روافض و شیعہ ہیں۔

کتاب ہذا کے مشمولات سال گزشتہ ہی جمع کر لیے گئے تھے لیکن ترتیب و اضافہ کا کام امسال ماہ رمضان المبارک میں مکمل ہوا اور اب کمپوزنگ و تصحیح کے ساتھ اہل سنت ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام شائع ہو رہی ہے فالحمد للہ علی ذالک ـــــــ مولی تبارک و تعالی حضور قائد ملت شیخ طریقت مولانا الحاج

سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت وتندرستی قائم رکھے کہ اہل سنت ریسرچ سینٹر اور السید محمود اشرف دار التحقیق اور جامع اشرف کی ساری دینی علمی و اشاعتی واصلاحی سرگرمیاں آپ ہی کی سرپرستی میں جاری وساری ہیں۔ نیز اہل سنت ریسرچ سینٹر کے جملہ معاونین، اسکالرس ومبلغین کو اللہ تعالی دارین کی سعادتوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین ــــــــــــــ

رضاء الحق اشرفی مصباحی

السید محمود اشرف دار التحقیق

جامع اشرف کچھوچھہ شریف

۳ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ/ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبطِ رسول سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا گیا جس سے آپ شہید ہوئے ،اس بات پر جمہور ائمہ محدثین و مورخین اور اصحاب سیر کا اتفاق ہے۔البتہ اس بات میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے کہ آپ کو زہر آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا تھا یا نہیں؟

سب سے پہلے ائمہ محدثین و مورخین کے اقوال سے ہم یہ ثابت کریں گے کہ حضرت امام حسن کی وفات زہر سے ہوئی ہے،اس کے بعد کثیر ائمہ محدثین و مورخین کے اقوال سے یہ ثابت کریں گے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا، یہ بات بے اصل و بے دلیل نہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو متعدد بار زہر دیا گیا

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام جو امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر امامِ مذہب اور محدث کے استاذ اور امام بخاری کے استاذ کے استاذ ہیں۔ان کے بارے میں امام احمد فرماتے تھے کہ میں نے علم حدیث میں ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

(تہذیب التہذیب 311/6)

انہوں نے امام حسن کے آزاد کردہ غلام کی روایت کو محمد بن سیرین کے حوالے سے نقل فرمایا ہے:

کان الحسن فی مرضہ الذی مات فیہ یختلف الیٰ مربدلہ فابطأ علینا مرۃ ثم رجع فقال لقد رأیت کبدی انفا ولقد سقیت السم مرارا وما سقیتہ قط اشد من مرتی ھذہٖ فقال حسین ومن سقی لہ :قال: لم؟ اتقتلہ بل نکلہ الی اللہ ۔

ترجمہ: حضرت حسن اپنے مرضِ وفات میں بار بار بیت الخلاء جاتے تھے۔ایک بار

کافی دیر لگائی پھر واپس آکر فرمایا: میں نے ابھی ابھی اپنے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ مجھے کئی بار زہر دیا گیا ہے، لیکن اس بار کا زہر سب سے زیادہ سخت ہے۔ حضرت حسین نے پوچھا کس نے زہر دیا؟ تو حضرت حسن نے فرمایا: کیوں کیا تم اس کو قتل کروگے؟ نہیں ہم نہیں بتائیں گے بلکہ اس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق 452/11)

جلیل القدر محدث امامِ حاکم نیشاپوری نے اپنی حدیث کی کتاب ''المستدرک'' میں یہ روایت نقل فرمائی ہے:

عن ام بکر بنت المسور قالت کان الحسن بن علی سُمَّ مرارا کل ذالك یفلت حتی کانت المرۃ الاخیرۃ التی مات فیھا فانہ کان یختلف کبدہ فلما مات اقام نساء بنی ھاشم النوح علیہ شھرا۔

ترجمہ ام بکر بنت مسور سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حسن بن علی کو کئی بار زہر دیا گیا لیکن ہر بار بچ گئے۔ یہاں تک کہ آخری مرتبہ زہر دینے سے ان کی موت ہوئی۔ اس بار ان کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بنی ہاشم کی عورتوں نے ان پر ایک مہینہ آہ وزاری کی۔

(المستدرک 172/3)

امام حاکم نے ہی عمیر بن اسحاق سے منقول روایت ذکر کی ہے۔

ان الحسن بن علی قال لقد بلت طائفۃ من کبدی ولقد سقیت السم مرارا فما سقیت مثل ھذا۔

ترجمہ: حضرت حسن بن علی نے فرمایا کہ میرے جگر کے ٹکڑے گر گئے اور یقیناً مجھے کئی بار زہر

دیا گیا لیکن وہ اس بار کی طرح کبھی نہیں تھا۔(المستدرک 176/3)

حافظ الحدیث علامہ ابونعیم اصفہانی حضرت عمیر بن اسحٰق سے روایت فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے ایک ساتھی حضرت حسن بن علی کی عیادت کو گئے۔انہوں نے فرمایا: اے فلاں! مجھ سے کچھ پوچھ! ہم نے عرض کیا جب اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت عطا فرمائے گا اس وقت پوچھیں گے، تو آپ نے فرمایا:

لقد القيت طائفة من كبدى وانى سقيت السم مرارا فلم اسق مثل هذه المرة ثم دخلت عليه من الغد وهو يجود بنفسه والحسين عندرأسه و قال ياا خى من تتهم قال لم ؟ لتقتله قال نعم قال ان يكن الذى اظن فالله اشدباساواشدتنكيلا والا يكن فما احب ان يقتل بى بريئ ثم قضى رضوان الله تعالىٰ عليه ۔

ترجمہ: بے شک میرے جگر کا ایک حصہ کٹ کر گر گیا۔ مجھے اس سے پہلے کئی بار زہر دیا گیا ہے مگر اس مرتبہ جیسا کبھی نہیں دیا گیا۔ پھر میں (عمیر بن اسحٰق) دوسرے دن حاضر ہوا، اس وقت ان کی وفات ہونے والی تھی اور حضرت حسین ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے: بھائی جان! آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ فرمایا کیوں؟ تم اس کو قتل کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! فرمایا: اگر وہ وہی ہے جس کو میں گمان کرتا ہوں تو اللہ بہت سخت پکڑ والا اور سزا دینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ قتل ہو۔ پھر آپ نے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ (حلیۃ الاولیاء 38/2)

حافظ ابن عبد البر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے:

قال دخل الحسين على الحسن رحمهما الله تعالىٰ فقال يا اخى انى سقيت السم ثلاث مرار لم اسق مثل هذ ه المرة انى لاضع كبدى فقال الحسين من سقاك يا اخى قال ماسوالك عن هذا اتريد ان تقاتلهم اكلهم الى الله ـ

ترجمہ: حضرت حسین حضرت حسن کے پاس آئے تو حضرت حسن نے کہا اے بھائی مجھے تین مرتبہ زہر دیا گیا ہے لیکن اس بار کے جیسا سخت پہلے نہیں دیا گیا۔ حضرت حسین نے پوچھا: بھائی جان! آپ کو کس نے زہر دیا؟ حضرت حسن نے کہا یہ تم کیوں پوچھتے ہو کیا تم ان سے لڑائی کروگے؟ میں ان کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں ــــــــ

(الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب 390/1)

علامہ ابن واضح کاتب عباسی المعروف یعقوبی اپنی کتاب تاریخ یعقوبی میں تحریر کرتے ہیں:

وتوفى الحسن بن على شهر ربيع الاول ۴۹ھ ولما حضرته الوفاة قال لاخيه الحسين يا اخى ان هذه آخر ثلا ث مرار سقيت فيها السم ولم اسقه مثل مرتى هذا وانا ميت من يومى فاذا انا مت فادفنى مع رسول الله ﷺ فمااحد اولىٰ بقربه منى الا ان تمنع من ذالك فلاتسفك محجمة دم ـ

ترجمہ: حضرت حسن بن علی نے ربیع الاول ۴۹ھ میں وفات پائی۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی حضرت حسین سے کہا بھائی! میں آج ہی مرجاؤں گا، جب مجھے موت آجائے تو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کردینا، کیوں کہ حضور کی قرابت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ اس کا کوئی اور مستحق نہیں۔ البتہ اگر تم کو روکا جائے تو اس کے لئے تم ایک پچھنے

کے برابر بھی خون نہ بہانا ــــــ (تاریخ یعقوبی 266/2)

علامہ مسعودی اپنی مشہور و معروف کتاب ''مروج الذہب'' میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کرتے ہیں:

دخل الحسين على عمي الحسن بن علي لماسقي السم فقام لحاجته ثم رجع فقال لقد سقيت السم عدة مرار فما سقيت مثل هذه لقد لفظت طائفة من كبدي فرأيتني اقلبه بعود في يدي فقال له الحسين يا اخي من سقاك ؟ قال وماتريد بذالك فان كان الذي اظنه فالله حسبيه وان كان غيره فمااحب ان يوخذ بي برئي فلم يلبث بعد ذالك الا ثلاثا حتى توفي۔

ترجمہ: حضرت حسین میرے چچا حضرت حسن بن علی کے پاس گئے جب کہ ان کو زہر پلایا گیا۔ حضرت حسن قضائے حاجت کے لئے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر فرمایا: بے شک مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے لیکن اس مرتبہ کے جیسا سخت کبھی نہ تھا۔ اس بار میرے جگر کے ٹکڑے باہر آ گئے۔ میں اسے ہاتھ کی لکڑی سے الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ حضرت حسین نے پوچھا بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: تمہارے پوچھنے کا مقصد کیا ہے؟ اگر زہر دینے والا وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی بے گناہ کو پکڑا جائے۔ پھر ان کی وفات ہوئی۔ (مروج الذہب علی الکامل 55/6)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

دخلت انا وصاحب لي على الحسن بن علي فقال لقد لفظت طائفة من

کبدی وانی قد سقیت السم مرارا فلم اسق مثل ھذا فاتاہ الحسین بن علی فسأله من سقاك فابی ان یخبره رحمه الله تعالیٰ۔

ترجمہ: میں (حضرت عمیر بن اسحٰق) اور میرے ایک ساتھی حضرت حسن بن علی کے پاس آئے۔ حضرت حسن بن علی نے کہا کہ میرے جگر کے ٹکڑے گر گئے۔ مجھے کئی بار زہر دیا گیا ہے لیکن اس بار کی طرح سخت کبھی نہیں دیا گیا۔ ان کے پاس حضرت حسین بن علی آئے اور پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا تو انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(الاصابۃ 331/1، تہذیب التہذیب 300/2)

حافظ ابن کثیر نے ام بکر بنت مسور کی روایت یوں نقل کی:

قالت: الحسن سقی مرارا کل ذالك یفلت منه حتی کانت المرة الآخرة التی مات فیھا فانه کان یختلف کبده فلما مات اقام نساء بنی ھاشم علیه النوح شھرا۔

ترجمہ: ام بکر بنت مسور نے کہا کہ حضرت امام حسن کو کئی بار زہر پلایا گیا لیکن ہر بار بچ گئے یہاں تک کہ آخری مرتبہ جو زہر دیا گیا اس سے ان کی وفات ہوگئی۔ ان کے جگر کے ٹکڑے گر رہے تھے۔ ان کی وفات کے بعد بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک مہینہ ان پر نوحہ کیا ـــــــ (البدایہ والنہایہ 42/8)

پھر ابن کثیر نے عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

کان الحسن بن علی کثیر نکاح النساء وقل مایحظین عنده وکان قل امرأة تزوجھا الا احبته وضنت به فیقال انه کان سقی سما ثم افلت ثم سقی فافلت ثم کانت الآخرة توفی فیھا فلما حضرته الوفاة قال الطبیب و ھو

یختلف الیه هذا رجل قطع السم امعاء ہ فقال الحسین یا ابامحمد اخبرنی من سقاك ؟ قال ولم یا اخی قال اقتله واللہ قبل ان ادفنك والا اقدر علیه اویکون بارض اتکلف الشخوص الیه فقال یا اخی انما هذه الدنیا لیال فانیة دعه حتی التقی انا وهو عنداللہ وابی ان یسمیه۔

ترجمہ: حضرت حسن بن علی نے بہت سی عورتوں سے نکاح کیا لیکن بہت کم عورتیں آپ کی صحبت سے محظوظ ہوئیں۔ اسی بنا پر آپ کی منکوحہ عورتوں میں سے کم عورتیں آپ سے محبت رکھتی تھیں۔ وہ محبت کرنے میں بخل کرتی تھیں (کیوں کہ آپ طلاق دے دیتے تھے۔) آپ کو زہر دیا گیا تو آپ بچ گئے۔ پھر زہر دیا گیا تو بچ گئے۔ آخری بار زہر دیا گیا تو اس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ کے پاس آنے جانے والے طبیب نے کہا کہ ان کی انتڑیاں زہر کی وجہ سے کٹ گئی ہیں۔ حضرت حسین نے پوچھا! مجھے بتایئے آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: کیوں بھائی؟ تو حضرت حسین نے کہا کہ واللہ آپ کو دفن کرنے سے پہلے اسے قتل کروں گا۔ اگرچہ میں خود اس کی طاقت نہ رکھوں یا وہ ایسی جگہ ہو جہاں تک مشکل سے پہنچ سکوں۔ حضرت حسن نے فرمایا: بھائی! یہ دنیا فانی، چندون کی ہے۔ اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک اس کی اور میری ملاقات ہو۔۔۔۔ یہ کہہ کر حضرت حسن نے قاتل کا نام بولنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔ (البدایہ والنہایہ 43/8)

حسین بن محمد الدیار بکری تحریر فرماتے ہیں:

قال عمیر بن اسحاق دخلت علیٰ الحسن قال القیت طائفة من کبدی وانی قد سقیت السم مرارا فلم اسق مثل هذه المره ثم دخلت علیه من الغد وهو یجود بنفسه والحسین عند رأسه فقال یا اخی من تتّهم قال لم اتقتله؟قال نعم

قال ان یکن الذی اظنه فالله اشد باسا واشدتنکیلا والا فما احب ان یقتل بی بریٔ وفی روایة قال والله لا اقول لکم من سقانی ثم قضی رضی الله عنه۔

ترجمہ: عمیر بن اسحاق نے کہا کہ میں حضرت حسن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا میرے جگر کے ٹکڑے گر چکے۔ مجھے کئی بار زہر دیا گیا لیکن اس بار کی طرح سخت زہر کبھی نہیں دیا گیا۔ پھر میں دوسرے دن ان کے پاس حاضر ہوا۔ اس دن ان کے سرہانے حضرت حسین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: بھائی جان آپ کو کس نے زہر دیا؟ حضرت حسن نے فرمایا کیوں؟ کیا تم اسے قتل کرو گے۔ کہا ہاں! حضرت حسن نے کہا اگر وہ وہی ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ تعالیٰ سخت پکڑ والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔ اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ قتل کیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن نے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہیں نہیں بتاؤں گا کہ مجھے کس نے زہر دیا۔ پھر آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس 292/2)

درج ذیل معتمد ائمہ محدثین و مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن کی وفات زہر سے ہوئی

(۱) محدث عبدالرزاق (امام بخاری کے استاذ) (۲) محدث حاکم نیشاپوری (۳) محدث ابو نعیم اصفہانی (۴) علامہ ابن عبدالبر (۵) علامہ ابن واضح کاتب صاحب تاریخ یعقوبی (۶) علامہ مسعودی صاحب "مروج الذہب" (۷) شارح بخاری محدث ابن حجر عسقلانی (۸) حافظ ابن کثیر (۹) علامہ حسین بن محمد الدیار بکری (۱۰) مسلم بن قتیبہ الدینوری متوفی 276ھ (۱۱) محمد بن احمد ابو ایوب الافریقی متوفی 333ھ (۱۲)

ابن الجوزی متوفی 597ھ (۱۳) ابوالفضل ابن العراقی متوفی 806ھ (۱۴) محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی 942ھ (۱۵) ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن محمود متوفی 732ھ (۱۶) زین الدین ابن الوردی متوفی 749ھ (۱۷) علامہ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ (۱۸) علامہ عبدالملک بن حسین العصامی المکی متوفی 1111ھ (۱۹) ابن سعد متوفی 230ھ (۲۰) علامہ ذہبی متوفی 748ھ (۲۱) حافظ ابن عساکر متوفی 571ھ (۲۲) علامہ مزی متوفی 742ھ (۲۳) علامہ ابن الاثیر متوفی 630ھ (۲۴) علامہ ابن الجزری متوفی 833ھ (۲۵) علامہ سخاوی متوفی 902ھ۔

25 جلیل القدر ائمہ احادیث وتواریخ کے اسماء ذکر کیے گیے جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر سے ہوئی ہے نہ کہ تپ ودق کے مرض کی وجہ سے، جیسا کہ بعض لوگوں نے بلا کسی دلیل وتحقیق کے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ حضرت امام حسن کی وفات زہر کی وجہ سے ہوئی ہے غلط ہے بلکہ آپ کی وفات تپ ودق کے مرض کی وجہ سے ہوئی ہے ــــــــــ

امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟

ایک ویب سائٹ (www.ahlulhadeeth.com) میں جب میں نے بعض علماء اہل حدیث کی یہ تحریر دیکھی: ولم یرد فی خبر وفاۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہ بالسم خبر صحیح اورروایۃ ذات اسانید صحیحۃ ــــــــــ

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر سے ہوئی ہے اس پر کوئی صحیح خبر یا کوئی صحیح سند والی روایت موجود نہیں ــــــــــ تو میرے مطالعہ کی پیاس بڑھ گئی اور پھر مختلف کتب متون وشروحِ احادیث، تاریخ وسیر اور کتب تراجم وطبقات کی ورق گردانی شروع

کروی۔اپنے محدود مطالعے کی روشنی میں مجھے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی کہ نہ صرف یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر سے ہوئی بلکہ آپ کو زہر خود آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا،اس پر ایک درجن سے زائد معتمد محدثین و مورخین کے اقوال موجود ہیں ،جن کو مجموعی طور پر یکسر رد نہیں کیا جاسکتا۔جب کہ بعض کے صحیح الاسناد ہونے میں بھی کلام نہیں ــــــ سب کو ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے پھر معترضین کے شبہات کے جوابات بھی پیش کریں گے۔

(ا)ابن سعد نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

اخبرنا یحییٰ بن حماد قال: اخبرنا ابوعوانة عن المغیرة عن ام موسیٰ ان جعدة بنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم۔

ترجمہ:یحیٰ بن حماد نے کہا ہمیں خبر دی ابوعوانہ نے،انہوں نے مغیرہ سے،انہوں نے ام موسیٰ سے کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن کو زہر پلایا ــــ

(الطبقات الکبریٰ،باب سبب وفاة الحسن بن علی 338/1 مکتبة الصدیق الطائف طبع اول 1993ء)

تخریج:

اس روایت کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق جلد 4 صفحہ 538 میں،امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء جلد 3 صفحہ 274 میں ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔نیز اس کو علامہ مزّی نے تہذیب الکمال جلد 4 صفحہ 256 میں سند مذکور کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس کی سند میں کچھ کلام

نہیں کیا ہے لیکن اس کے محشی محمد بن صالح السلمی نے اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:"اسناده ضعیف "اس کی سند ضعیف ہے۔لیکن کیوں؟اس کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی ہے۔

لہذا آیئے سب سے پہلے ہم اس کی اسنادی حیثیت کو واضح کرتے ہیں ۔

روایت مذکورہ کے پہلے راوی:

یحییٰ بن حماد ابن ابی زیاد الشیبانی البصری م215ھ

امام بخاری کے استاذ اور صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں______

امام ذہبی تحریر فرماتے ہیں:

یحییٰ بن حمادبن ابی زیادالامام الحافظ ابومحمدابوبکر الشیبانی مولاهم البصری ختن ابی عوانة حدث عن شعبة وجریر بن حازم وحماد بن سلمة وعکرمة بن عمار وهمام بن یحییٰ وجویریة بن اسماء و اللیث بن سعد وعبدالعزیز بن المختار واکثر عن ابی عوانة وروی عنه البخاری واسحاق بن راهویة وخلق کثیر ۔ ثقة متاله ۔

ترجمہ: یحییٰ بن حماد بن ابی زیاد امام حافظ ابومحمد ابوبکر الشیبانی بصری ابوعوانہ کے بہنوئی ہیں۔انہوں نے شعبہ، جریر بن حازم، حماد بن سلمہ، عکرمہ بن عمار، ہمام بن یحییٰ، جویریہ بن اسماء، لیث بن سعد، عبدالعزیز بن مختار سے احادیث سنی ہیں اور زیادہ تر احادیث ابوعوانہ سے سنی ہیں۔اُن سے امام بخاری اور اسحاق بن راہویہ اور کثیر محدثین نے روایات لی ہیں______وہ ثقہ، باخدا بزرگ ہیں۔

(سیر اعلام النبلا 302/8، الکاشف 346/2)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

هما كثيرا الكتاب عن ابى عوانة يحيىٰ بن حماد وهشام بن عبد الملك الا ان يحيىٰ بن حماد كان اروى منه ۔

ترجمہ: یحییٰ بن حماد اور ہشام بن عبدالملک دونوں ابوعوانہ سے بہت زیادہ احادیث لکھنے والے تھے لیکن یحییٰ بن حماد ہشام کے بالمقابل زیادہ روایت کرنے والے تھے۔ (موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ 111/4 عالم الکتب بیروت 1997ء)

امام عجلی تحریر فرماتے ہیں:

يحيىٰ بن حماد بصرى ثقة و كان من اروى الناس عن ابى عوانة ۔

ترجمہ: یحییٰ بن حماد بصری ثقہ تھے اور ابوعوانہ کی احادیث کو سب سے زیادہ روایت کرنے والے تھے ـــــ (الثقات 470/1 دارالباز مکۃ المکرمہ 1984ء)

علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں۔

ثقة عابد من صغار التاسعة ـــــ ثقہ عابد نویں طبقے کے اصاغر میں سے تھے۔ (تقریب 589/1)

علامہ عینی نے تحریر فرمایا:

قال محمد بن سعد كان ثقة كثير الحديث وقال ابو حاتم ثقة و ذكر ابن حبان فى الثقات۔

ترجمہ: محمد بن سعد نے کہا کہ یحییٰ ثقہ کثیر الحدیث تھے اور ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ تھے اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(مغانی الاخیار فی شرح رجال معانی الآثار 203/3)

ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد القرطبی متوفی 474ھ لکھتے ہیں:

اخرج البخاری فی ذکر الحوض عنه واخرج فی الحیض والاشربة والرقاق عن الحسن بن مدرك عنه عن ابی عوانة قال ابو حاتم هو ثقة قال البخاری حدثنا حسن بن مدرك مات یحییٰ بن حماد سنة خمس عشرة ومائتین ــــــــ

ترجمہ: امام بخاری نے حوض کے بارے میں یحییٰ بن حماد سے حدیث روایت کی ہے اور حیض، اشربہ اور رقاق کے ابواب میں اُن سے حسن بن مدرک کے واسطے سے ابو عوانہ کی حدیث روایت کی ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ یحییٰ بن حماد ثقہ تھے۔ امام بخاری نے کہا کہ ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا کہ یحییٰ بن حماد کی وفات 215ھ میں ہوئی۔

(ـــ التعدیل والجرح 1206/3 دار اللؤلؤ الریاض 1986ء)

محمد بن نعمان بن عبد السلام نے فرمایا:

لم ارا عبد من یحییٰ بن حماد واظنه لم یضحك رویٰ له ابوداؤد فی الناسخ والمنسوخ وفی القدر والباقون ــــــ

ترجمہ: میں نے یحییٰ بن حماد سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ میرا گمان یہ ہے کہ انہوں نے کبھی ہنسا ہی نہیں۔ ابوداؤد نے ان کی روایت ناسخ و منسوخ اور قدر میں ذکر کی ہے اور باقی لوگوں نے بھی ان سے روایت ذکر کی ہے۔

(تہذیب الکمال 276/31 موسستہ الرسالہ بیروت 1980ء)

امام ترمذی نے یحییٰ بن حماد کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے:

لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر ــــــــ

ترجمہ: جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی نے لکھا: ھذا حدیث حسن صحیح۔ اس حدیث کے بارے میں مشہور اہل حدیث عالم شیخ البانی نے لکھا: ''صحیح''۔ اہل حدیث عالم شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے شرح ترمذی تحفۃ الاحوذی میں لکھا: یحییٰ بن حماد ثقہ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی 116/1)

اسماء الرجال کی جن کتابوں میں یحییٰ بن حماد کو ثقہ لکھا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

التقریب ترجمہ 7563، تہذیب الکمال ج1 ص278، ترجمہ 6816، التاریخ الکبیر ج18 ترجمہ 2956، الجرح والتعدیل ج9 ترجمہ 580، میزان الاعتدال ج6 ترجمہ 9486، مغانی الاخیار فی شرح رجال معانی الآثار للعینی ج3 ص203، التعدیل والتجریح للقرطبی ج3 ص1206، موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل ج4 ص111، الثقات للعجلی ج1 ص470، تہذیب ج1 ص199، سیر اعلام النبلاء ج8 ص302۔

روایت مذکورہ کا دوسرا راوی

ابوعوانہ وضاح بصری متوفی 176ھ

حسن وقتادہ سے احادیث سنی ہیں۔ (الکنی والاسماء للامام مسلم 654/1)

بخاری ومسلم سمیت صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ یزید کے آزاد کردہ تھے۔ ان کے مولیٰ نے انہیں اختیار دیا تھا کہ یا تو آزادی قبول کرو یا پھر کتابت احادیث کا شغل اختیار کرو۔ انہوں نے آزادی پر کتابت احادیث کو ترجیح دی تھی۔ ان کے مولیٰ نے انہیں تجارت کی ذمہ داری دی تھی۔ ایک دن ایک سائل نے آکر درخواست کی کہ تم مجھے دو درہم دو تم کو میں نفع دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ کیسے نفع دوگے؟ سائل نے کہا کہ وہ تم کو خود بخود پہنچ جائے گا۔ ابو عوانہ نے سائل کو دو درہم دے دیے۔ سائل روساء اہل بصرہ کے درمیان یہ کہتا پھرتا تھا کہ

لوگو! تم لوگ جلدی سے یزید بن عطا کے پاس جاؤ انہوں نے ابوعوانہ کو آزاد کر دیا ہے۔ یہ سن کر روؤسا جب یزید بن عطا کے پاس پہنچے اور یزید بن عطا سے پوچھا کہ کیا آپ نے ابوعوانہ کو آزاد کر دیا ہے؟ تو یزید نے اس جھوٹی افواہ کی تکذیب نہیں کی بلکہ اپنے کرم کا ثبوت دیتے ہوئے حقیقت میں ابوعوانہ کو آزاد کر دیا۔ (تہذیب الکمال 445/30)

ابوحاتم رازی نے کہا:

سمعت هشام بن عبدالله الرازی یقول سألت ابن المبارك عن اروی الناس واحسن الناس حدیثا عن المغیرة قال ابوعوانة ـ

ترجمہ: ہشام بن عبداللہ رازی سے میں نے سنا وہ کہتے تھے، میں نے ابن المبارک سے پوچھا: مغیرہ کی احادیث سب سے زیادہ اور سب سے عمدہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابوعوانہ ـــــــ

احمد بن سنان القطان نے کہا:

سمعت عبدالرحمن بن مهدی یقول کتاب ابی عوانة اثبت من حفظ هشیم ـ

ترجمہ: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے سنا وہ کہتے تھے ابوعوانہ کی کتاب ہشیم کے حفظ سے مضبوط ہے۔

عفان بن مسلم نے کہا:

ابوعوانه فی جمیع المسائل حاله اصح حدیثا عندنا من شعبة ـ

ترجمہ: ابوعوانہ ہر حال میں ہمارے نزدیک شعبہ سے زیادہ صحیح احادیث والے ہیں۔

یحییٰ بن معین نے کہا:

ثبت ابوعوانة وسقط مولاه یزید ـ

ترجمہ: حدیث میں ابوعوانہ ثابت رہے اور ان کے مولا یزید درجۂ اعتبار سے ساقط ہوگئے۔

ابوحاتم رازی نے فرمایا:

هو احفظ من حماد بن سلمة ـــــ وہ حماد بن سلمہ سے زیادہ حافظ الحدیث ہیں۔

محمد بن سعد نے فرمایا:

کان ثقة کثیر الحدیث ـــــــ وہ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔

ابن حبان نے انہیں "ثقات" میں ذکر کیا ہے۔

صالح بن احمد بن حنبل نے اپنے والد سے نقل کیا ہے:

لیس به بأس ـــــ ابوعوانہ میں کوئی عیب نہیں ہے۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے ثقہ کہا ـــــ امام ابوحاتم نے صدوق کہا۔

(تہذیب الکمال 445/30، عمدۃ القاری 317/4، تاریخ ابن معین 114/1)

یحییٰ ابن معین سے پوچھا گیا:

ابوعوانة احب الیك ام اسرائیل قال: ابوعوانة احب الی منه واثبت۔

ترجمہ: ابوعوانہ آپ کو زیادہ محبوب ہیں یا اسرائیل؟ تو فرمایا کہ ابوعوانہ اسرائیل سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور وہ اثبت (زیادہ پختہ) ہیں۔ (تاریخ ابن معین 117/1)

یحییٰ بن معین نے مزید فرمایا:

اذا اختلف ابوعوانة وشریك فالقول قول ابی عوانة۔

ترجمہ: جب ابوعوانہ اور شریک کا اختلاف ہو تو ابوعوانہ کا قول راجح ہوگا۔

(تاریخ ابن معین 342/3)

ابوعوانہ پر بعض نے قدری ہونے کا الزام رکھا ہے، اس کے بارے میں یحییٰ ابن معین نے فرمایا:

وکان ابوعوانة واسطیا لم یکن یری القدر ۔

ترجمہ: ابوعوانہ واسطی قدریہ کا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔(ایضا188/4)

امام بخاری کی کتاب التاریخ الاوسط میں اور التاریخ الکبیر میں حدیث 2020,2397,2734 کی اسناد میں ابوعوانہ بھی ہیں ــــــــ

امام ابن شاہین نے ابوعوانہ کو ثقہ لکھا۔(الثقات247/1)

امام دار قطنی نے بھی انہیں ثقات میں ذکر کیا۔(ذکر اسماء التابعین ومن بعدہم 272/2)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا: ثقة ثبت من السابعة ــــــــ

ترجمہ: ابوعوانہ ثقہ ثبت اور ساتویں طبقہ کے محدثین میں سے تھے۔(التقریب349)

امام عجلی نے تحریر فرمایا:

وضاح ابوعوانة بصری ثقة مولیٰ یزید بن عطا ویزید بن عطا جائز الحدیث وابوعوانة ارفع منه ۔

ترجمہ: یزید بن عطا کے مولیٰ وضاح ابوعوانہ بصری ثقہ ہیں ۔ یزید بن عطا جائز الحدیث ہیں اور ابوعوانہ اُن سے بلند مرتبہ ہیں۔(الثقات464/1)

حاصل کلام یہ ہے کہ ابوعوانہ بخاری ومسلم سمیت صحاح ستہ کے راوی ہیں۔اُن کے ثقہ، حافظ الحدیث ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے ــــــــ

روایت ابن سعد کا تیسرا راوی

المغیرۃ بن مقسم الضبی متوفی 136ھ

بشمول بخاری ومسلم صحاح ستہ کے راوی ہیں ـــــ علامہ ذہبی نے فرمایا:

یلحق بصغار التابعین لکنی لم اعلم لہ شیئا عن احد من الصحابة

ترجمہ: انہیں صغار تابعین میں شمار کیا جاتا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہے ـــــ انہوں نے مجاہد، ابراہیم نخعی، شعبی، عکرمہ، ام موسیٰ، وغیرہ سے روایات لی ہیں۔ اُن سے روایات لینے والوں میں سلیمان تیمی تابعی، شعبہ، ثوری، زائدہ، زہیر، ابوعوانہ، ہشیم، ابراہیم بن طہمان، اسرائیل وغیرہ ہیں ـــــ (سیر اعلام النبلا 11/6)

☆ ابوبکر بن عیاش نے کہا: کان مغیرة من افقھھم مارأیت احدا افقه منه فلزمته ۔

ترجمہ: مغیرہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ میں نے اُن سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا تو میں نے انہیں اپنے لئے لازم کرلیا۔

☆ مغیرہ خود اپنے حافظہ کے بارے میں کہتے ہیں:

ماوقع فی مسامعی شئی فنسیته ۔

ترجمہ: میں نے جو کچھ بھی سنا اسے نہیں بھولا۔

☆ معتمر بن سلیمان نے کہا:

کان ابی یحثنی علی حدیث المغیرة و کان عنده کتاب۔

ترجمہ: میرے والد مجھے مغیرہ کی حدیث سننے کی ترغیب دیتے تھے۔ مغیرہ کے پاس احادیث کی ایک کتاب تھی۔

☆ یحییٰ بن معین نے کہا: ثقة مامون ـــــ مغیرہ ثقہ مامون تھے ـــــ یحیٰ بن معین نے مزید کہا: کان مغیرة احفظ من حماد بن ابی سلیمان ـــــ مغیرہ حماد بن ابی سلیمان سے زیادہ مضبوط حافظہ والے تھے۔

☆ عجلی نے کہا: مغيرة ثقة فقيه الاانه كان يرسل الحديث عن ابراهيم واذا وُقّف اخبرهم من سمعه۔

ترجمہ: مغیرہ ثقہ فقیہ تھے مگر ابراہیم سے حدیث مرسلا روایت کرتے تھے اور جب انہیں متنبہ کیا جاتا تو بیان کردیتے تھے کہ کس سے حدیث سنی ہے۔

اُن پر بعض لوگوں نے تدلیس کا الزام رکھا ہے ــــــ لیکن ــــــ

ابوداؤد فرماتے ہیں: سمع مغيرة من ابى وائل ومن ابى رزين وسمع من ابراهيم مأة و ثمانين حديثا الیٰ ان قال :ومغيرة لايدلس ــــــ

ترجمہ: مغیرہ نے ابووائل اور ابورزین سے سماع کیا ہے اور ابراہیم سے 180 احادیث سنی ہیں پھر کہا کہ مغیرہ تدلیس نہیں کرتے تھے ــــ (سیر اعلام النبلا 12/6)

☆ نسائی نے کہا: مغیرہ ثقہ ہیں۔

☆ امام احمد بن حنبل نے کہا: وكان مغيرة صاحب سنة ذكيا حافظا ــــــ

ترجمہ: مغیرہ متبع سنت، ذہین حافظ الحدیث تھے۔

(موسوعۃ اقوال الامام احمد 391/3)

جن حضرات نے انہیں مدلس کہا ہے انہوں نے ابراہیم نخعی کی روایت کے معاملے میں مدلس مانا ہے۔لہذا ابراہیم نخعی کی روایت میں جب تک ان کے سماع کی صراحت نہ ہو مقبول نہیں۔ یہاں مقسم کی روایت ابراہیم نخعی سے نہیں لہذا معنعن ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ــــــ

چنانچہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: عامة حديثه عن ابراهيم مدخول انما سمعه من حماد ويزيد بن الوليد والحارث العكلي۔

ترجمہ: مغیرہ کی عام احادیث جو "عن ابراہیم" کے الفاظ سے مروی ہیں وہ مدخول ہیں۔

کیوں کہ انہوں نے انہیں عموماً حماد، یزید بن الولید اور حارث عکلی کے واسطے سے سنی ہیں۔امام احمد ان کی "عن ابراہیم" والی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔

(التبیین لاسماء المدلسین 56/1)

ابن العراقی نے لکھا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمار کہتے تھے کہ مغیرہ نے ابراہیم سے 370 احادیث سنی ہیں اور باقی میں تدلیس کرتے تھے۔ابوداؤد نے کہا کہ ابراہیم سے ایک سواسی 180 احادیث سنی ہیں۔(تحفۃ التحصیل فی ذکر رواۃ المراسیل 313/1)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، مغیرہ ثقہ، مشہور تھے۔انہیں نسائی نے تدلیس سے موصوف کیا ہے۔اور عجلی نے یہی ابوفضیل سے نقل کیا ہے۔لیکن ابوداؤد نے کہا کہ وہ تدلیس کرنے والے نہیں تھے۔عجلی نے جو نقل کیا ہے شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ مغیرہ ابراہیم سے مرسلا روایت کرتے تھے۔لیکن جب اُن سے استفسار کیا جاتا تھا تو وہ بیان کردیتے تھے کہ انہوں نے وہ حدیث کس سے سنی ہے۔

(تعریف اہل التدلیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس 46/1)

☆ شعبہ نے کہا: کان مغیرۃ احفظ من الحکم ــــــ ترجمہ: مغیرہ، حکم سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔(تہذیب الکمال 399/28)

☆ ابن سعد نے کہا: و کان ثقۃ کثیر الحدیث ــــــ ترجمہ: مغیرہ ثقہ کثیر الحدیث تھے(الطبقات 337/1)

☆ علامہ ذہبی نے مغیرہ کو امام اعمش اور امام ابوحنیفہ کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔(المعین فی طبقات المحدثین 51/1) لیکن علامہ ابن عبدالبر نے یہ لکھا ہے کہ مغیرہ خود جریر کو امام اعظم ابوحنیفہ کی معیت میں رہنے اور ان سے استفادہ کی ترغیب دیتے تھے۔

(الانتقاء 128/1)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مغیرہ کی نظر میں امام ابو حنیفہ کے علمی فضل وکمال کا کیا عالم تھا۔

مغیرہ عن ام موسیٰ والی سند سے مروی چند روایات

مسند ابو یعلی الموصلی جلد 1 صفحہ 445 حدیث نمبر 139 مع سند یہ ہے:

(۱) حدثنا زهير حدثنا جرير عن مغيرة عن ام موسىٰ قالت سمعت عليا يقول : مارمدت ولا صدعت منذ مسح رسول الله ﷺ وجهي وتفل في عيني يوم خيبر حين اعطاني الراية۔۔۔۔۔۔

ترجمہ: ہم سے (ابوداؤد طیالسی سے) حدیث بیان کی زہیر نے، انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی جریر نے، انہوں نے روایت کی مغیرہ سے، انہوں نے ام موسیٰ سے، ام موسیٰ نے کہا: میں نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا: خیبر کے دن جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھنڈا عطا فرمایا تھا اور میرے چہرے پہ اپنا دست اقدس پھیرا تھا اور میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا اُس وقت سے اب تک مجھے نہ آنکھ میں کوئی تکلیف ہوئی اور نہ درد سر لاحق ہوا۔

اس حدیث کے تحت جدید عرب محقق شیخ حسین سلیم اسد نے حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھا: اسناده حسن۔۔۔۔۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔۔۔۔۔

(۲) امام بخاری کی الادب المفرد جلد 1 صفحہ 67 باب حسن الملکۃ میں حدیث نمبر 158 مع سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا محمد بن فضيل عن مغيرة عن ام موسىٰ عن علي صلوات الله عليه قال: كان اخر كلام النبي ﷺ الصلاة الصلاة اتقوا الله فيما ملكت ايمانكم۔

ترجمہ: امام بخاری نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے، انہوں نے کہا

کہ ہمیں خبر دی محمد بن فضیل نے، انہوں نے روایت کی مغیرہ سے، انہوں نے ام موسیٰ سے، انہوں نے حضرت علی صلوات اللہ علیہ سے۔ حضرت علی نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی آخری بات تھی الصلاۃ، الصلاۃ۔ اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ کا خوف کرو۔

مشہور غیر مقلد عالم شیخ البانی نے لکھا: "صحیحٌ" یہ حدیث صحیح ہے۔

= نیز بعینہ اسی سند کے ساتھ سنن ابی داؤد حدیث نمبر 5156 کے تحت یہی حدیث منقول ہے۔ اس کے تعلق سے شیخ البانی نے لکھا: صحیح۔

= سنن ابن ماجہ میں بھی سند مذکور کے ساتھ حدیث نمبر 2698 کے تحت یہ حدیث مذکور ہے۔ اس کے تعلق سے بھی البانی نے لکھا: صحیحٌ۔

= مسند ابو یعلی موصلی میں یہی حدیث سند مذکور کے ساتھ حدیث نمبر 596 کے تحت مذکور ہے۔ اس کے تعلق سے جدید عرب محقق شیخ حسین سلیم اسد نے لکھا: اسناده حسن۔ اس کی سند حسن ہے۔

طبری نے تہذیب الآثار مسند علی جلد 3 صفحہ 166 پر سند مذکور کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے:

حدثنا ابن حميد قال حدثنا جرير عن مغيرة عن ام موسىٰ قالت : استأذن قاتل الزبير على عليٍّ فقال ليدخل النار سمعت رسول الله ﷺ يقول لكل نبي حواري وان حواري الزبير بن العوام۔

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی ابن حمید نے، انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی جریر نے مغیرہ سے، انہوں نے ام موسیٰ سے، انہوں نے فرمایا: حضرت زبیر کے قاتل نے حضرت علی کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کے لئے حواری (مددگار) ہیں اور

میرا مددگار زبیر بن عوام ہے ـــــــــ اس حدیث کی سند کو شیخ حسین سلیم اسد نے حسن لکھا ہے ـــــــــ

(۳) الادب المفرد جلد 1 صفحہ 92 الخروج الی الصنیعۃ حدیث نمبر 237 مع سند یوں ہے۔

حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا محمد بن الفضیل بن غزوان عن مغیرة عن ام موسیٰ قالت سمعت علیا صلوات الله علیه یقول: امر النبی ﷺ عبدالله بن مسعود ان یصعد شجرة فیاتیه منها بشئی فنظر اصحابه الی ساق عبدالله فضحکوامن حموشة ساقیه فقال رسول الله ﷺ ما تضحکون ؟ لَرِجلُ عبدالله اثقل فی المیزان من احد ـــــــــ

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن فضیل بن غزوان نے مغیرہ سے، انہوں نے ام موسیٰ سے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی صلوات اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک درخت پر چڑھنے کا حکم دیا کہ وہ اس سے کچھ (پھل یا لکڑی) لے آئیں۔ آپ کے اصحاب کی نظر جب ابن مسعود کی پنڈلی پہ پڑی تو وہ ان کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیوں ہنس رہے ہو؟ عبداللہ بن مسعود کا پیر میزان میں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہوگا ـــــــــ

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح لغیرہ لکھا ـــــــــ

(۴) مسند ابو یعلی الموصلی کی حدیث نمبر 6934 جلد 12 صفحہ 364 باب مسند ام سلمة زوج النبی ﷺ "عن مغیرة عن ام موسیٰ" والی سند سے مروی ہے۔ پھر بھی اس کو شیخ حسین سلیم اسد نے لکھا: اسناده صحیح ـــــــــ اس کی سند صحیح ہے ـــــــــ

(۵) ابونعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء جلد 8 صفحہ 253 پر سند مذکور کے ساتھ یہ حدیث مذکور ہے:

حدثنا ابراهيم بن محمد ثنا عبدالله ثنا يوسف بن اسباط ثنا محمد بن عبدالعزيز التيمي الكوفي عن مغيرة عن ام موسىٰ قالت : بلغ عليا ان ابن سبأ يفضله على ابى بكر وعمر فهمّ على بقتله فقيل له اتقتل رجلا انما اجلّك وفضّلك فقال لاجرم لايساكنني في بلدة انافيها قال عبدالله بن حبيق فحدثت به الهيثم بن جميل فقال : لقد نفي يبلد بالمدائن الى الساعة ـــــــ

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی یوسف بن اسباط نے، انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عبدالعزیز التیمی الکوفی نے مغیرہ سے، وہ ام موسیٰ سے۔ ام موسیٰ نے کہا: حضرت علی کو یہ خبر پہنچی کہ ابن سبا انہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دیتے ہیں تو حضرت علی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہیں جس نے آپ کی تعظیم کی اور آپ کی فضیلت بیان کی۔ آپ نے فرمایا! ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں جس شہر میں ہوں اس میں ایسا آدمی رہے ـــــ عبداللہ بن حبیق کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث ہیثم بن جمیل سے بیان کی تو انہوں نے کہا ابن سبا کو شہر بدر کردیا تھا اور اب تک وہ مدائن ہی میں ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ عادل ہیں ـــــ

"عن مغيرة عن ام موسىٰ" والی سند سے مروی جن احادیث کا ذکر کیا گیا ان میں بعض کو محدثین بلکہ غیر مقلدین علماء نے بھی صحیح اور بعض کو حسن لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مغیرۃ عن ام موسیٰ والی سند کو محض معنعن ہونے کی وجہ سے ضعیف کہنا درست نہیں۔

لہذا جعدہ بنت اشعث سے متعلق روایت جس کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے اور مغیرہ نے ام موسیٰ سے نقل کیا ہے، اس بنیاد پر ضعیف کہنا درست نہیں کہ مغیرہ نے اس کو ام موسیٰ سے روایت کرنے میں سماع کی صراحت نہیں کی ہے۔

روایت ابن سعد کا چوتھا راوی:

ام موسیٰ:

نام فاختہ یا حبیبہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی باندی، تابعیہ تھیں۔ بخاری نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے ان کی روایت ذکر کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی کے علاوہ حضرت ام سلمہ وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں۔

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 546/1)

امام عجلی نے تحریر فرمایا: ام موسیٰ کوفیة تابعیة ثقة ــــ ام موسیٰ کوفیہ تابعیہ ثقہ ہیں۔

ابن سعد نے لکھا ہے: روت عن علی وروی عنها المغیرة الضبی۔ ان کو مجہول ونامقبول کہنا غلطی ہے۔ عن مغیرة عن ام سلمة والی سند کے ساتھ کثیر احادیث کتب متون وشروح اور کتب تخریج میں منقول ہیں جنہیں محققین نے صراحت کے ساتھ صحیح یا حسن لکھا ہے۔ ام موسیٰ کو مجہول قرار دے کر ان کی روایت کو ضعیف ونامقبول ٹھہرانا درست نہیں۔

ذیل میں ہم مزید چند اسانید ذکر کر رہے ہیں جو عن مغیرة عن ام موسیٰ کے ساتھ منقول ہیں اور انہیں صحیح کہا گیا ہے۔

مسند احمد جلد 1 صفحہ 543 حدیث نمبر 522 مع سند یہ ہے:

جریر عن مغیرة عن ام موسیٰ قالت کان عثمان من احمل الناس ۔

اس حدیث پر شعیب ارنؤوط، عادل مرشد و دیگر حاشیہ نگاروں نے لکھا:

اسنادہ حسن رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر ام موسیٰ وھی سُریة علی بن ابی طالب واسمھا فاختہ وقیل حبیبة قال الدار قطنی حدیثھا مستقیم یخرج حدیثھا اعتبارا وقال العجلی تابعیة ثقة؛

ترجمہ: حدیث مذکور کی سند حسن ہے۔اس کے رجال ثقہ ہیں۔ام موسیٰ کے سوا سب بخاری و مسلم کے رجال ہیں۔ام موسیٰ، علی بن ابی طالب کی باندی ہیں۔ان کا نام فاختہ یا حبیبہ ہے۔دار قطنی نے کہا ان کی حدیث درست ہے۔ان کی حدیث بطور اعتبار نقل کی جاتی ہے۔عجلی نے کہا وہ تابعیہ ثقہ ہیں۔

الاحادیث المختارۃ (لضیاء الدین المقدسی م 643ھ) کی حدیث نمبر 809, 810, 812 جو مغیرۃ عن ام موسیٰ کی سند سے مروی ہیں ان کو حسن لکھا ہے۔راقم کو متون احادیث میں 48 احادیث عن مغیرۃ عن ام موسیٰ والی سند سے دستیاب ہوئی ہیں جن میں ایک درجن سے زائد اسانید صحیح اور حسن ہیں۔

بطور نمونہ یہاں چند احادیث ذکر کی گئیں۔تفصیل کے لئے کتب متونِ احادیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

علاوہ ازیں 79 شروح احادیث میں تلاش کرنے پر دو احادیث عن مغیرۃ عن ام موسیٰ کی سند سے ملیں جن سے ایک شرح بخاری ابن بطال اور ایک حاشیۃ السندی میں ہے۔حاشیۃ السندی والی حدیث کو شیخ البانی نے صحیح لکھا ہے۔

شیخ البانی کی ایک حیرت ناک بات

کتب احادیث میں کثیر احادیث صحیحہ عن مغیرۃ عن ام موسیٰ والی سند سے مذکور ہیں۔

خود شیخ البانی نے اپنی کتاب ''ارواء الغلیل'' جلد 7 صفحہ 238 باب وعن انس قال میں اور ''سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ'' میں ام موسیٰ کی کئی احادیث کو صحیح لکھا ہے پھر بھی وہ ام موسیٰ کے تعلق سے اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ جلد 10 صفحہ 648 میں یہ لکھتے ہیں:

ان ام موسیٰ ھذہ لم تثبت عدالتھا و ضبطھا ـــــ ام موسیٰ کی عدالت اور ان کا ضبط ثابت نہیں۔

شیخ البانی کے نزدیک جب ام موسیٰ کی عدالت اور ضبط ثابت نہیں اور بقول ان کے وہ مجہول ہیں تو پھر ان کی روایت صحیح کیسے ہوگئی؟ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ایک حدیث کو امام حاکم، ام موسیٰ کی سند سے ذکر کرکے اسے صحیح الاسناد لکھتے ہیں اور ذہبی اپنی کتاب تعقبات میں حاکم کی تائید بھی کرتے ہیں لیکن شیخ البانی ایسے ''عظیم محدث'' ہیں کہ خود اپنی ہی تصحیح کی تکذیب کرتے ہوئے ذہبی کے قول پر نظر لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ام موسیٰ کی عدالت اور ضبط ثابت نہیں بلکہ وہ مجہول ہیں'' علاوہ ازیں علامہ ہیثمی نے جب ام موسیٰ کی روایت پر اپنی یہ رائے تحریر فرمائی:

ورجالہ رجال الصحیح غیر ام موسیٰ وھی ثقہ ـــــ تو اس پر البانی صاحب نے یوں ریمارک کیا! فھذا من تساھلہ ـــــ ام موسیٰ کی روایت کو صحیح کہنا اور ام موسیٰ کو ثقہ کہنا ہیثمی کا تساہل ہے۔ البانی صاحب مزید جرأت دکھاتے ہوئے فرماتے ہیں: لان عمدتہ فی مثل ھذا التوثیق انما ھو ابن حبان وھو مشھور بالتساھل فی التوثیق ـــــ

ترجمہ: اس طرح کی توثیق میں ابن حبان پر انہوں نے اعتماد کیا ہے حالاں کہ توثیق کے بارے میں ابن حبان کا تساہل مشہور ہے۔

اس پر عرض یہ ہے کہ شیخ البانی کو شاید یہ خیال نہ رہا کہ امام ذہبی نے جب حاکم کی ذکر کردہ حدیثِ ام موسیٰ کو صحیح الاسناد لکھا تو ذہبی کے نزدیک ام موسیٰ ثقہ ہیں، مجہول نہیں۔ اور امام ذہبی اُن ناقدینِ حدیث میں سے ہیں جن کے اقوال موازنہ اور مقابلہ کے وقت بطور ترجیح پیش کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ دکتور عبداللہ بن عبداللہ الزاید رئیس الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ مقدمۂ طبقات ابن سعد میں، ابن سعد کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:

وکفی لتوثیقہ الذہبی وابن حجر العسقلانی فانہمامن اہل اقوال فی نقد الرجال وعلیہما التعویل فی الموازنۃ والترجیح بین اقوال قدامی النقاد والوصول الیٰ الاحکام المتزنۃ والاقوال المعتدلۃ۔

ترجمہ: ابن سعد کے ثقہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے انہیں ثقہ کہا اور یہ دونوں نقد رجال کے معاملے میں اصحاب تحقیق و تفتیش میں سے ہیں۔ قدیم ناقدین کے اقوال کے درمیان موازنہ اور ترجیح کے وقت اور احکام محققہ و اقوال معتدلہ تک پہنچنے میں دونوں پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

رہ گئی بات توثیق کے معاملے میں ابن حبان کے تساہل کی تو شیخ البانی نے اس کو حیلہ بنا کر بآسانی ام موسیٰ کی توثیق کو غیر معتبر قرار دے دیا، حالاں کہ شیخ البانی کی بات اس وقت معتبر ہوتی جب کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ ام موسیٰ مجہول غیر ثقہ ہیں۔ اس پر وہ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال پیش کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کر کے صرف اتنا لکھ دیا کہ ام موسیٰ کی

توثیق کا مدار ابن حبان کا قول ہے اور حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ "ام موسیٰ کی عدالت وتوثیق کا مدار ابن حبان کا قول ہے" شیخ البانی نے اپنے اس قول پر کوئی حوالہ بھی پیش نہیں کیا۔

حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ ام موسیٰ کی توثیق کا مدار ابن حبان کا قول نہیں۔ ابن حبان متوفی 354ھ سے پہلے امام عجلی متوفی 261ھ نے ام موسیٰ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ان سے قبل ابن سعد متوفی 230ھ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کے علاوہ امام ابوداؤد صاحب سنن متوفی 275ھ نے ام موسیٰ کی روایت کو نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے جو اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ امام دارقطنی متوفی 385ھ نے بھی ام موسیٰ کی حدیث کو "مستقیم" (درست) کہا ہے اور ہیثمی نے ام موسیٰ کو ثقہ لکھا ہے۔

(صحیح ابن حبان محققا 546/15)

نیز کئی جدید محققین مثلاً حسین سلیم، شعیب ارنؤوط وغیرہ نے متون حدیث کے حواشی میں ام موسیٰ کی روایات کو صحیح لکھا ہے، بلکہ خود شیخ البانی نے بھی کئی مقامات پہ صحیح لکھا ہے۔ پھر بھی شیخ البانی کا یہ کہنا کہ ام موسیٰ مجہول ہیں اور ان کی عدالت ثابت نہیں، بہت حیرت ناک بات ہے!

بحث مذکور سے ثابت ہوا کہ طبقات ابن سعد کی روایت جو جعدۃ بنت اشعث سے متعلق ہے وہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں ــــــ اب ذیل میں جعدۃ بنت اشعث کی روایت کی تائید میں چند روایات اور ذکر کی جاتی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ ام موسیٰ کی اس روایت کو ابوعوانہ عن مغیرۃ والی سند کے ساتھ امام ذہبی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء 344/4 دار الحدیث القاہرہ 2006ء)

جعدہ بنت اشعث سے متعلق دوسری روایت

ابن عساکر متوفی 571ھ نے ابن سعد کی روایت کو اس سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

انامحمدبن سعدانایحییٰ بن حماداناابوعوانۃعن یعقوب عن ام موسیٰ ان جعدۃبنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم الخ (تاریخ دمشق 284/12)

حالات رواۃ

محمد بن سعد بن منیع القرشی متوفی 230ھ

ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع القرشی البصری کاتب الواقدی، انہوں نے اسماعیل بن علیہ، ابوضمرہ، انس بن عیاض، سفیان بن عیینہ، محمد بن اسمعیل بن ابوفدیک، محمد بن عمر الواقدی، معن بن عیسی القزاز، ہشیم بن بشیر، ولید بن مسلم، ابوالولید الطیالسی وغیرہم سے روایات لی ہیں اور اُن سے احمد بن عبید، احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری الکاتب، الحارث بن محمد بن ابواسامہ، حسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن الفہم، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا وغیرہم نے روایات لی ہیں۔

حافظ ابوبکر الخطیب نے کہا:

کان من اھل العلم والفضل من اھل العدالۃوحدیثہ یدل علی صدقہ۔

ترجمہ: محمد بن سعد صاحب علم وفضل، عادل تھے۔ ان کی حدیث ان کے صدق پر دلیل ہے۔

ابن ابوحاتم رازی نے کہا:

سألت ابی عن محمد بن سعد فقال یصدق۔

ترجمہ: میں نے اپنے والد سے محمد بن سعد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ

وہ سچے ہیں۔(تہذیب الکمال للمزی 257/25 موسستہ الرسالہ بیروت 1980ء)

علامہ ذہبی نے لکھا:

محمد بن سعد بن منیع الحافظ العلامة الحجة ابوعبدالله البغدادی کاتب الواقدی ـــــــ وکان من اوعیة العلم ومن نظر فی الطبقات خضع لعلمه ـ

ترجمہ: محمد بن سعد بن منیع حافظ، علامہ، حجۃ ابوعبداللہ البغدادی کاتب الواقدی علم کا خزانہ تھے۔تراجم وطبقات کی کتابوں میں جو بھی نظر ڈالے گا وہ ان کے علم کے آگے جھک جائے گا ـــــــ (سیر اعلام النبلاء 60/9 دارالحدیث القاہرہ 2006ء)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا:

صدوق فاضل من العاشرة ـــــــ وہ سچے، فاضل دسویں طبقہ کے رجال میں سے تھے(تقریب التہذیب 480/1)

ابن معین نے گرچہ ان پر کذب کا الزام رکھا ہے لیکن خطیب وعسقلانی ومزی وغیرہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ابن معین نے ان پر کذب کا الزام اس لئے رکھا ہے کہ ایک بار مصعب زبیری نے یحییٰ بن معین کے سامنے واقدی کی منکر روایات میں سے کوئی روایت ابن سعد کے حوالے سے ذکر کیا تو ابن معین نے کہا کہ جھوٹ ہے درحقیقت انہوں نے اس روایت کی تکذیب کی ہے واقدی سے منقول تھی۔انہوں نے ابن سعد کو کذاب یا ضعیف نہیں کہا۔اور باوجود یہ کہ ابن سعد ثقہ صدوق کثیر الحدیث ہیں انہوں نے واقدی سے کچھ منکر روایات بھی ذکر کی ہیں جو محدثین کے نزدیک معلوم ومعروف ہیں ـــــــ ابن عساکر کی روایت مذکورہ کے دوسرے راوی اور تیسرے راوی یحییٰ بن حماد وابوعوانہ بعینہ ابن

سعد کی سند کے راوی ہیں جن کے حالات پچھلے صفحات میں ذکر کیے گئے۔

یعقوب بن ابی سلمہ

یعقوب بن ابی سلمہ طبقہ متوسطہ کے تابعین کے بعد آنے والے تبع تابعین میں سے تھے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے انہیں صدوق لکھا ہے۔ 120ھ کے بعد وفات پانے والوں میں سے ہیں۔

جعدۃ بن اشعث سے متعلق تیسری روایت

ابن الجوزی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے

اخبرنامحمد بن عبدالملك بن (الحسن) خيرون قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن علي الجوهري قال اخبرناابوعمر بن حيويه قال حدثنا محمد بن خلف قال حدثني ابوعبدالله اليماني قال حدثنا محمد بن سلام الجمحي عن ابن جعدبة قال :كانت جعدة بنت الاشعث بن قيس تحت الحسن بن علي فدس اليهايزيدان سمي حسناحتي اتزوجك ففعلت فلمامات الحسن بعثت جعدة الىٰ يزيد تسأله الوفاء بماوعدها فقال اناوالله لم نرضك للحسن افنرضاك لانفسنا۔

ترجمہ: جعدہ بنت الاشعث بن قیس حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کے نکاح میں تھی۔ یزید نے اس کے ساتھ ساز باز کی کہ تم حسن کو زہر دے دو میں تم سے نکاح کرلوں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت حسن کی وفات ہوگئی تو جعدہ نے یزید کے پاس پیغام بھیجا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کرو۔ یزید نے کہا واللہ جب ہم نے تم کو حسن کے لئے پسند نہیں کیا تو اپنے لئے کیوں کر پسند کریں گے!

(المنتظم فی الامم والملوک 226/5 دار الکتب العلمیہ 1992ء)

ابن الجوزی کی روایت کا پہلا راوی:

ابو منصور محمد بن عبداللہ بن خیرون المقری متوفی 539ھ

امام ذہبی نے حسن بن علی الجوہری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وروی عنه بالاجازة ابو منصور محمد بن عبدالملك بن خيرون المقری

ترجمہ: حسن بن علی الجوہری سے بطور اجازت حدیث روایت کرنے والوں میں ابو منصور محمد بن عبدالملک بھی تھے۔ (سیر اعلام النبلاء 71/18)

تاریخ ابن معین کے سماع کی اجازت ابو محمد الجوہری سے حاصل تھی۔ تاریخ ابن معین کی روایت کی سند اس طرح ہے:

الشيخ ابو منصور محمد بن عبدالملك بن خيرون ـــــ من ـــــ ابی محمد الحسن بن علی الجوهری ـــــ من ـــــ بن حيويه الی آخره۔

ابن نقطہ متوفی 629ھ نے لکھا کہ ان سے ہمارے شیوخ میں سے حافظ ابو محمد بن الاخضر، عبدالوہاب بن علی بن سکینہ، سلیمان بن محمد الموصلی، محمد بن احمد بن المندائی نے احادیث بیان کی ہیں۔ وہ ثقہ تھے۔

(اکمال الاکمال لابن نقطہ 455/2 جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرمہ 1410ھ)

ابن عساکر جب اپنی تاریخ میں ان سے روایت ذکر کرتے ہیں تو لکھتے ہیں:

اخبرنا ابو منصور الخيرونی قال اخبرنا الخطيب ابوبكر۔

ابن المستوفی متوفی 637ھ نے لکھا:

كان ثقة صحيح السماع سمع عنه ابن الجوزی كثيرا وقرأعليه۔

ترجمہ: وہ ثقہ، صحیح السماع تھے، ان سے ابن الجوزی نے بہت سی احادیث سنی ہیں اور

ان سے پڑھا ہے۔

(تاریخ اربل 154/2 مبارک بن احمد بن مبارک بن موہوب اللخمی الاربلی المعروف بابن المستوفی ادارۃ الثقافۃ والاعلام عراق 1980ء)

امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں اور تذکرۃ الحفاظ میں ان کو ذکر کیا ہے اور ابن الجوزی کے مشائخ میں شمار کیا ہے۔ذہبی نے سمعانی اور ابن الخشاب کے حوالے سے لکھا ہے:

ثقة صالح ماله شغل سوی التلاوة والاقراء كان شافعيا من اهل السنة

قلت: روی عنه ابن عساکر وابوموسیٰ وابن الحوزی۔

(سیر اعلام النبلاء 94/20)

ابن الجوزی کی روایت کا دوسرا راوی

ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن حسن بن عبداللہ الجوہری

ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن حسن بن عبداللہ الجوہری۔شیرازی الاصل۔تاریخ ولادت شعبان 362ھ تاریخ وفات 7 ذوالقعدہ 454ھ۔انہوں نے ابوبکر بن مالک قطیعی حسین بن محمد بن عبید العسکری، محمد بن احمد بن المقیم، علی بن محمد بن احمد بن کیسان نحوی، ابوسعید الحرفی، ابراہیم بن احمد الخرقی، عبدالعزیز بن جعفر الخرقی، علی بن محمد ابن الفتح الملحی، محمد بن احمد بن یحییٰ العطشی، ابوحفص الزیات، علی بن محمد بن لولو، محمد بن مظفر، ابوعمرو بن حیویہ اور ان کے علاوہ کثیر لوگوں سے سماع احادیث کیا ہے۔خطیب بغدادی نے کہا کہ ہم نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔ وہ ثقہ امین تھے۔(تاریخ بغداد 397/8)

امام ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا:

وکان من بحور الروایة ـــــــ وہ روایت کے سمندر تھے۔

قال الخطیب کان ثقة امینا ـــــــ خطیب نے کہا وہ ثقہ امین تھے۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کی عمر 90 سال سے زائد تھی۔ وروی عنه بالاجازة زاهربن طاهرالشحامی وابومنصورمحمدبن عبدالملك بن خیرون المقرئ

ترجمہ: ان سے بطور اجازت روایت کی ہے زاہر بن طاہر الشحامی اور ابو منصور محمد بن عبدالملک بن خیرون المقری نے۔ (سیر اعلام النبلا 71/18)

ابن الجوزی کی روایت کا تیسرا راوی

ابوعمر بن حیویہ متوفی 382ھ

محمد بن عباس بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ ابوعمر الخزاز المعروف بابن حیویہ 2 ذوالقعدہ 295ھ کو پیدا ہوئے۔

انہوں نے عبداللہ بن اسحاق مدائنی، محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، محمد بن خلف بن مرزبان، ابراہیم بن محمد الحنازیری، ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابوداؤد، یحییٰ بن محمد بن صاعد اور کثیر حضرات سے سماع احادیث کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا کہ ابن حیویہ ثقہ تھے۔ انہوں نے بہت سے افراد سے سماع احادیث کیا اور عمر بھر احادیث لکھتے رہے۔

طبقات محمد بن سعد، مغازی واقدی، کتب ابوبکر ابن الانباری، مغازی سعید الاموی، تاریخ ابن ابی خیثمہ وغیرہ کی روایت کی ہے۔ ابوبکر البرقانی، محمد بن ابوالفوارس حسن بن محمد خلال، الازہری، احمد بن محمد العتیقی، علی بن محسن التنوخی، حسن بن علی الجوہری اور ایک جماعت نے اُن سے روایت کی ہے۔ خطیب نے کہا کہ میں نے عتیقی سے سنا کہ گرچہ

ازہری نے ابن حیویہ پر تسامح کا الزام رکھا ہے لیکن پھر بھی وہ ان کو ثقہ کہتے تھے اور ان کا ذکر جمیل کرتے تھے ــــــ چنانچہ انہوں نے ان کے بارے میں کہا:

كان ثقة صالحا دينا ذا مروۃ ــــــ وہ ثقہ، صالح، دین دار اور صاحب مروت تھے۔

خطیب کہتے ہیں کہ میں نے ابن حیویہ کے بارے میں برقانی سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ثقة ثبت حجة ــــــ ثقہ، قوی حافظ والے اور حجت تھے۔

عتیقی نے کہا: و كان ثقة متيقظا ــــــ وہ ثقہ احادیث کے معاملے میں بیدار مغز تھے۔

ان کی وفات 10 ربیع الآخر 382ھ کو ہوئی۔ (تاریخ بغداد 205/4)

ابن الجوزی کی روایت کا چوتھا راوی

ابوبکر محمد بن خلف المرزبان متوفی 309ھ

امام ذہبی نے ان کے تعلق سے لکھا:

ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان بن بسام المحولی البغدادی الآجری صاحب التصانیف ہیں۔ انہوں نے زبیر بن بکار بن ابی الدنیا اور ایک جماعت سے احادیث لی ہیں۔ اور اُن سے ابوبکر بن الانباری، ابوالفضل ابن المتوکل، ابوعمر ابن حیویہ اور دیگر حضرات نے احادیث لی ہیں ــــــ وہ صدوق تھے۔ (سیر اعلام النبلا 264/14)

دارقطنی نے اگرچہ انہیں "لین" کہا لیکن ان کے ثقہ صدوق ہونے میں کلام نہیں کیا۔

ابن الجوزی کی روایت کا پانچواں راوی

ابو عبداللہ الشامی

ابن الجوزی متوفی 597ھ کی روایت میں ''الیمانی'' ہے جب کہ ابن عساکر متوفی 571ھ کی روایت میں ''الشامی'' ہے۔راقم عرض کرتا ہے کہ ''الشامی'' صحیح ہے۔کیوں کہ تاریخ دمشق میں محمد بن خلف بن المرزبان کے ایک شیخ ابو جعفر الشامی کے نام سے بھی ملتے ہیں۔جب کہ ابو عبداللہ یمانی نام سے کسی شیخ کا ذکر نہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قلم ناسخ کی خطا سے ''شامی'' یمانی ہوگیا ہے۔واللہ اعلم ــــــــ

ابو عبداللہ ''الشامی'' کی روایت کو ابن الجوزی نے ''المنتظم'' میں ذکر کیا اور ابن عساکر نے اپنی ''تاریخ'' میں اور اس پر کوئی جرح ذکر نہیں کی ــــــــ

ابن الجوزی کی روایت کا چھٹا راوی

محمد بن سلام الجمحی متوفی 231ھ

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ علی بن محمد الجبلی نے کہا کہ میں نے ابو علی صالح بن محمد خیزرہ الحافظ سے عبدالرحمٰن بن سلام الجمحی اور محمد بن سلام الجمحی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: صدوقان۔دونوں سچے ہیں۔میں نے یحییٰ بن معین کو دونوں کے پاس آتے جاتے دیکھا ہے۔(تاریخ بغداد 567/3)

امام ذہبی نے لکھا:

محمد بن سلام بن عبداللہ الجمحی ابو عبداللہ البصری مولیٰ قدامۃ بن مظعون برادر عبدالرحمٰن بن سلام ائمۂ ادب میں سے تھے۔طبقات شعراء پر کتاب تالیف کی ہے۔حماد بن سلمہ، ابن جعدبۃ، مبارک بن فضالہ کے علاوہ ایک جماعت محدثین سے روایات لی ہیں اور ان سے عبداللہ بن احمد بن حنبل، ثعلب، احمد بن علی الآبار اور دوسرے حضرات نے روایات لی ہیں۔

خلیفہ نے رقاشی کے حوالے سے لکھا کہ محمد بن سلام کی احادیث ہمارے نزدیک ویسی ہیں جیسی ایوب عن محمد عن ابی ہریرۃ والی حدیث ہے۔ صالح جزرہ نے کہا کہ وہ صدوق ہیں ــــــ محمد بن ابی خیثمہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن سلام کی حدیث لکھی نہیں جاتی۔ ان پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ ان سے اشعار لکھے جاتے ہیں۔

(میزالاعتدال 668/3، تاریخ دمشق 255/70)

راقم عرض کرتا ہے کہ محض کسی راوی پر قدری ہونے کا الزام اس کی حدیث کے نامقبول ہونے کی دلیل نہیں۔ امام بخاری کے کئی رواۃ پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن الجوزی نے اس کو مقبول مانا ہے۔

علامہ جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی متوفی 646ھ نے لکھا:

کان من اہل اللغة و الادب روی عن الجم الغفیر و له کتاب فی طبقات الشعراء مروی و روی عنه مشائخ الادب ابوالعباس ثلعب وغیرہ و کان صدوقا یختلف الیه یحییٰ بن معین لیستفید منه ۔

ترجمہ: محمد بن سلام اہل لغت وادب میں سے تھے۔ ایک جم غفیر سے روایات لی ہیں۔ ان کی ایک کتاب طبقات شعراء پر ہے۔ ان سے مشائخ ادب ابوالعباس ثعلب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ وہ صدوق تھے۔ ان کے پاس استفادہ کی غرض سے یحییٰ بن معین (امام جرح وتعدیل) آتے جاتے تھے۔

(اِنباۂ الرواۃ علی انباہِ النحاۃ 143/3 المکتبۃ العصریۃ بیروت 1424ھ)

ابن معین نے اپنی تاریخ میں محمد بن سلام جمحی کو ذکر کیا ہے اور ان پر جرح نہیں کی ہے۔ (تاریخ ابن معین 243/2)

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بغیر جرح کے ان کا ذکر کیا ہے۔

(التاریخ الکبیر 307/1)

ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سلام جمحی کے بارے میں اپنے والد ابوحاتم سے پوچھا تو انہوں نے کہا: بصری قدم بغداد،اخوه عبدالرحمن بن سلام اوثق منه ــــــ

ترجمہ: وہ بصری ہیں بغداد میں مقیم ہو گئے تھے۔ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن سلام اُن سے زیادہ ثقہ تھے۔ (الجرح والتعدیل 287/7)

''عبدالرحمٰن بن سلام اپنے بھائی محمد بن سلام سے اوثق تھے'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن سلام بھی ثقہ تھے ــــــ

ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے ــــــ

امام ذہبی نے گر چہ محمد بن سلام کے تعلق سے ابوخیثمہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قدری تھے، ان سے حدیث نہ لی جائے لیکن اپنی رائے یہ ظاہر کی ہے :اخباری موثق سمع حماد بن سلمة ــــــ ترجمہ: وہ تاریخ داں ثقہ تھے۔ انہوں نے حماد بن سلمہ سے سماع احادیث کیا ہے ــــــ (المغنی فی الضعفا 587/2)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے محمد بن سلام کی ایک روایت کے بارے میں لکھا:

فروی ابن عساکر بسند صحیح الیٰ محمدبن سلام الجمحی

ترجمہ: ابن عساکر نے محمد بن سلام جمحی کی سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ 644/1)

اس سے پتہ چلا کہ امام عسقلانی کے نزدیک محمد بن سلام ثقہ عادل ہیں۔

علامہ یوسف بن حسن الصالحی حنبلی متوفی 909ھ کی کتاب ''محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب'' کے محشی عبدالعزیز بن محمد بن عبدالمحسن نے ''معجم الادباء'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ :محمد بن سلام الجمحی کان علامة اخباریا صدوقا۔۔۔۔۔۔(ج ص674)

جدید عرب محقق عالم عبدالسلام بن محسن آل عیسی نے کتاب'' دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الادارية'' کے حاشیہ میں محمد بن سلام کو سیر اعلام النبلاء کے حوالے سے صدوق لکھا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے ایک روایت کی سند کے تعلق سے محمد بن سلام کے بارے میں لکھا کہ اس روایت میں محمد بن سلام نے اپنے شیخ ابوعوانہ سے روایت کرنے میں خطا کی ہے کہ اس کو ابوعوانہ عن مغیرہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے حالاں کہ وہ اعمش کے حوالے سے ہے۔امام احمد بن حنبل نے محمد بن سلام کی ثقاہت وعدالت پر جرح نہیں کی ۔(موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل 269/3)

ابن الجوزی کی روایت کا ساتواں راوی

ابن جعدبۃ

ابوالحکم یزید بن عیاض بن جعدبۃ اللیثی المدنی،مہدی کے زمانے میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔یہ راوی ناقدین حدیث کے نزدیک غیر ثقہ متروک الحدیث ہے۔بعض نے اس کو ضعیف لکھا بعض نے منکر الحدیث،بعض نے متروک الحدیث۔حتی کہ امام مالک نے اس پر کذب کا الزام رکھا ہے۔۔۔۔۔۔

تحقیق یہ ہے کہ ابن جعدبۃ کذاب نہیں کہ ان کی روایت موضوع ہو بلکہ ان کی منفرد

روایت شدید ضعیف و منکر ہوتی ہے۔ابن جعدبہ کے متروک الحدیث و منکر الحدیث ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بغداد میں ان کے ساتھ لوگوں نے یہ سازش کی تھی کہ ان کی مسموع روایات میں بہت سی غیر مسموع روایات کو داخل کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں ابن جعدبہ اپنی مسموع اور غیر مسموع روایات کے درمیان امتیاز نہ کر سکے اور اپنی بہت سی غیر مسموع روایات کو بھی حدثنا فلاں حدثنا فلاں کہہ کر بیان کر دیا جس کی وجہ سے ان پر کذب کا الزام رکھ دیا گیا۔ورنہ ان کی بہت سی روایات متنا صحیح و حسن بھی ہیں ــــــ خطیب بغدادی ان کا حال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابو زکریا (یحیٰ بن معین) سے یزید بن عیاض (ابن جعدبہ) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: لیس حدیثه بشئی ــــــ ان کی حدیث کچھ نہیں (غیر معتبر ہے) اُن سے پوچھا گیا: ماقصته؟ ان کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: افسدوه ههنا ببغداد جعلوا یدخلون له الاحادیث فیقرأها فافسدوه بهذا کان لا یعقل ماسمع بمالم یسمع فکیف یکتب عن مثل هذا ــــــ

ترجمہ: یہاں بغداد میں ابن جعدبہ کا حال لوگوں نے بگاڑ دیا، لوگوں نے ان کی احادیث میں غیر کی مروی احادیث کو داخل کر کے ان کے حال کو بگاڑ دیا۔وہ اپنی مسموع احادیث کو غیر مسموع سے ممتاز نہ کر سکے تو ایسے کی حدیث کیسے لکھی جائے گی؟

(تاریخ بغداد 482/16)

راقم کے مطالعے کے مطابق ابن الجوزی کی روایت کے پانچویں راوی ابو عبداللہ الشامی "مجہول الحال" ہیں اور ساتویں راوی ابن جعدبہ "منکر الحدیث" ہیں اس لئے سند کے اعتبار سے یہ روایت "تنہا" غیر معتبر و نامقبول ہوگی۔لیکن متن کے لحاظ سے '

معتبر ہے۔"ابن سعد" کی سند سے روایت مذکورہ کے سارے راوی ثقہ ہیں اس لئے یہ روایت سنداً "منکر" ہونے کے باوجود دوسری صحیح روایت سے مؤید ہونے کی وجہ سے "متناً" معتبر ومقبول ہوگی۔ چنانچہ ابن جعدبہ کی کئی روایات کتب احادیث میں متناً صحیح ہیں جیسا کہ تاریخ ابن خیثمہ میں حدیث نمبر 2538 جو ابن جعدبہ کی سند سے مروی ہے متناً صحیح ہے ــــ اسی طرح ابن عبدالبر نے حضرت علی کے بارے میں ابن جعدبہ کی سند سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت علی ایمان لائے جب کہ وہ چھوٹے تھے۔ یہ روایت متناً صحیح ہے۔ اس روایت کی ابن عساکر نے بھی اپنی سند کے ساتھ تخریج کی ہے: انبأنا ابومحمد بن الاکفانی حدثناعبدالعزیز الکرمانی انا عبیداللہ بن احمد الصیرفی اجازۃ انا ابوعمر بن حیویه انا محمد بن خلف بن المرزبان حدثنی ابوعبداللہ الثمامی نا محمد بن سلام الجمحی عن ابن جعدبة قال كانت جعدة بنت الاشعث بن قيس تحت الحسن بن علی فدس اليها يزيد ان سمی حسنا ــــ الخ (تاریخ دمشق (284/13

ابن جعدبہ کی سند کے ساتھ اس روایت کو امام مزی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال 253/2 موسسۃ الرسالہ بیروت)

جعدہ بنت اشعث سے متعلق چوتھی روایت

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ذکر کی:

(ابو)معاوية عن مغيرة عن ام موسیٰ يعنی جارية علی ان جعدة بنت الاشعث بن قيس سقت الحسن السم فاشتكی منه شكاةفكان يوضع تحته طست وترفع اخری نحوا من اربعين يوما۔ الخ (تہذیب التہذیب باب من

اسمہ الحسن 300/2 دائرۃ المعارف حیدر آباد)

ترجمہ: (ابو) معاویہ نے مغیرہ سے، انہوں نے ام موسیٰ (حضرت علی کی باندی) سے روایت کی کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا۔ چالیس دن تک ایک کے بعد دوسرا طشت ان کے نیچے رکھا جاتا (اور زہر کے اثرات تخت پر گرتے۔ یہاں تک کہ وفات ہوئی)

حالات رواۃ

ابو معاویۃ

نام ھشیم، کنیت ابو معاویۃ ہے۔ مذکورہ نسخے میں ابو معاویہ کی جگہ معاویہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ یہ حافظ الحدیث وثقہ تھے۔ ان کے بارے میں عبداللہ بن مبارک نے کہا: کثرت عمر کی وجہ سے لوگوں کا حافظہ بگڑ جاتا ہے لیکن ھشیم کا حافظہ نہیں بگڑا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری 242/8)

ھشیم اگرچہ مدلس ہیں لیکن ان کی معنعن روایت مغیرہ سے مقبول ہے۔ مغیرہ سے ان کی لقا کے ساتھ سماع بھی ثابت ہے۔ سفیان ثوری کا قول ہے:

اھل واسط فی ھشیم یزعمون انه لم یسمع من مغیرۃ ۔بلیٰ واللہ لقد سمع وحفظ ۔

ترجمہ: ھشیم کے تعلق سے اہل واسط کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے مغیرہ سے کچھ نہیں سنا ہے، یہ غلط ہے۔ بے شک واللہ انہوں نے مغیرہ سے سنا ہے اور ان کی احادیث کو محفوظ بھی رکھا ہے۔ (تاریخ ابن معین 243/2)

علاوہ ازیں اس روایت کی متابع روایت بھی موجود ہے کیوں کہ مغیرہ سے ابوعوانہ

نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے جیسا کہ پچھلے اوراق میں سند مذکور ہوئی۔

مغیرہ وام موسیٰ

دونوں راویوں کے احوال ذکر کئے جا چکے ہیں۔ مغیرہ بن مقسم الضبی ثقہ، متقن صحاح ستہ کے راویوں میں سے تھے اور ام موسیٰ فاختہ یا حبیبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی باندی تابعیہ تھیں۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور ابن ماجہ نے ان کی روایت ذکر کی ہے۔۔۔۔۔۔ ان کے بارے میں مزید تفصیلات کے لئے پچھلے صفحات ملاحظہ کریں۔

جعدہ بنت اشعث سے متعلق پانچویں روایت

محمد بن احمد بن تمیم التمیمی المغربی الافریقی ابوالعرب متوفی 333ھ نے درج ذیل سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

حدثنی عبدالعزیز بن شیبة قال حدثنا ابوالاشعث احمد بن المقدام قال حدثنازهیر بن العلاء قال حدثناسعید بن ابی عروبة عن قتادة بن دعامة ان الحسن بن علی سمته امرأته جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی۔

ترجمہ: حضرت قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا۔

(المحن 165/1 دارالعلوم الریاض 1404ھ)

حالات رواۃ

عبدالعزیز بن شیبہ

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان کی سند سے حدیث تخریج کی ہے اوران پر کوئی کلام نہیں کیا۔دار قطنی نے ان کی متفرد روایت کو غریب لکھا ہے۔انہوں نے ابوالاشعث کے علاوہ حبیب بن ابی ثابت سے بھی روایت کی ہے۔(تاریخ دمشق 386/4)

ابوالاشعث احمد بن المقدام بن سلیمان بن الاشعث

بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں۔طبقات رُواۃ میں دسویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔۔۔علامہ ابن حجر عسقلانی نے انہیں صدوق، صاحب حدیث کہاہےاورعلامہ ذہبی نے ثقہ لکھا ہے۔۔۔۔۔

امام ذہبی لکھتے ہیں: امام، متقن، حافظ، ابوالاشعث العجلی البصری نے حماد بن زید، حزم بن ابی حزم، عبداللہ بن جعفر المدینی، یزید بن زریع، خالد بن الحارث، فضیل بن عیاض، عثام بن علی، معتمر بن سلیمان اورایک جماعت محدثین سے سماع احادیث کیا ہے۔ اوراُن سے بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بغوی، ابن ابی داوٗد، یحییٰ بن صاعد، علی بن عبداللہ بن مبشر، احمد بن علی الجوزجانی، قاضی ابوعبداللہ الحاملی، ابن خزیمہ، حسین بن یحییٰ القطان اور بہت سے محدثین نے سماع احادیث کیا ہے۔۔۔۔نسائی نے انہیں ثقہ کہا، لا بأس بہ (اس میں کوئی عیب نہیں) لکھا۔(مشیخۃ النسائی 75/1)

ابن خزیمہ نے صاحب حدیث کہا۔ کان کیسا صاحب حدیث (وہ ذہین محدث تھے) لکھا۔(میزان 158/1)

ابوحاتم نے محلہ الصدق۔۔۔۔۔(وہ سچے تھے) لکھا ابوداوٗد نے کہا میں اُن سے

حدیث نہیں لیتا۔۔۔۔۔

ذہبی نے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا:

وکان اسند من بقی فی البصرۃ۔۔۔۔۔

ترجمہ: بصرہ کے باقی ماندہ لوگوں میں اُن سے بڑا اسانید کا عالم کوئی نہیں تھا۔

(سیر اعلام النبلاء موسستہ الرسالہ 1985ء)

خطیب بغدادی نے ابوحاتم کا قول نقل کیا۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے احمد بن المقدام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: صالح الحدیث محلہ الصدق۔۔۔۔۔ احمد بن المقدام صالح الحدیث اور سچے ہیں۔۔۔۔۔

زہیر بن العلاء العبدی البصری

یہ مختلف فیہ راوی ہیں۔ بعض نے ان کو ضعیف کہا اور بعض نے ثقہ کہا۔ بعض نے ان کی احادیث کو موضوع کہا۔ ان کی مرویات میں گرچہ بعض موضوع ہیں لیکن ان سے صحیح اور حسن روایات بھی مروی ہیں۔ انہیں کسی نے کذاب یا وضاع نہیں کہا۔ موضوع روایات بیان کرنا اور ہے اور کذاب ہونا اور ہے۔ تاہم زہیر کی متفرد روایت نامعتبر و نامقبول ہوگی لیکن دیگر روایات سے اگر اس کو تائید حاصل ہو تو مقبول ہوگی۔ چنانچہ علامہ ہیثمی زہیر بن العلاء کی سند سے ایک روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

رواہ الطبرانی وفیہ زھیر بن العلاء ضعفہ ابوحاتم ووثقہ ابن حبان فالاسناد حسن۔

ترجمہ: اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس میں زہیر بن العلاء ہیں۔ ان کو ابوحاتم نے ضعیف کہا اور ابن حبان نے ثقہ کہا۔ لہذا اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد 217/9 مکتبۃ القدسی القاہرہ 1414ھ)

ابن ابی خیثمہ متوفی 279ھ نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں زہیر بن العلاء کی سند سے 7 احادیث نقل کی ہیں وہ سب کی سب مقبول ہیں۔

دولابی متوفی 310ھ نے اپنی کتاب ''الذریۃ الطاهرۃ'' میں 9 احادیث ذکر کی ہیں اور ابن حبان نے ایک حدیث نقل کی ہے، وہ سب روایات مقبول ہیں ــــــ مثلاً یہ روایت کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل عتیق بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابو ہالہ ہند بن زرارہ بن نباش بن عدی بن حبیب بن صرد بن سلامۃ بن جروۃ بن اسید بن عمرو بن تمیم کے نکاح میں آئیں۔ (الذریۃ الطاهرۃ 26/1)

یہ روایت مقبول ہے ــــــ اس کی سند یہ ہے۔

حدثنا ابوالاشعث احمد بن المقدام العجلی حدثنا زهیر بن العلاء حدثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ بن دعامۃ۔

اس طرح یہ روایت بھی مقبول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے زمانۂ جاہلیت میں خدیجہ بنت خویلد سے نکاح فرمایا اور سب سے پہلے آپ نے ان سے نکاح فرمایا۔ اس روایت کی سند یہ ہے۔

اخبرنا الحسن بن رشیق قال حدثنا ابوبشر قال حدثنا احمد بن المقدام ابوالاشعث العجلی حدثنا زهیر بن العلاء العبدی حدثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ بن دعامۃ ۔ (ایضاً 46/1)

ابن حجر عسقلانی نے بھی ابو حاتم رازی کا قول نقل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا

ہے کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔(لسان المیزان 528/3)

سعید بن ابی عروبہ متوفی 156ھ/157ھ

ابوالنصر سعید بن ابی عروبہ بصری نے حسن بصری، محمد بن سیرین، نضر بن انس اور قتادہ سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ، یزید بن زریع، ابن علیہ، خالد بن حارث، نضر بن شمیل نے روایت کی ہے ــــــ ابن ابی حاتم نے ابوعوانہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ماکان عندنا فی ذالك الزمان احد احفظ من سعید بن ابی عروبة

ترجمہ: ہمارے نزدیک اس زمانے میں سعید بن ابی عروبہ سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں۔

ابوداؤد نے کہا کہ سعید بن ابی عروبہ قتادہ کے اصحاب میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

یحییٰ بن معین نے کہا:

اثبت الناس فی قتادة ابن ابی عروبة وھشام الدستوائی وشعبة فمن حدثك من ھولاء الثلثة الحدیث فلاتبالِ ان لاتسمعه من غیرہ۔

قتادہ کی احادیث کے معاملے میں ابن ابی عروبہ، ہشام الدستوائی اور شعبہ سب سے زیادہ مضبوط ہیں، لہذا اگر ان تین میں سے کوئی تم کو قتادہ کی کوئی حدیث سنائے تو تم کسی دوسرے سے نہ سننے کی پرواہ نہ کرو۔

ابوزرعہ نے کہا سعید بن ابی عروبہ ثقہ مامون ہیں ــــــ ابوزرعہ سے پوچھا گیا سعید بن ابی عروبہ احفظ ہیں یا ابان العطار؟ تو انہوں نے کہا: سعید احفظ ہیں اور قتادہ کے اصحاب

میں ہشام اور سعید اثبت ہیں ـــــ آخر عمر میں اختلاط واقع ہو گیا تھا۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 65/4 دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد)

ابن حبان نے لکھا ہے کہ 145ھ سے 150ھ تک کا زمانہ اختلاط کا تھا۔ لہذا میرے نزدیک ان کی ان احادیث کو قابل احتجاج مانا جائے جو اس سے پہلے کی ہیں ـــــ (الثقات 360/6)

اور زہیر نے سعید بن ابی عروبہ سے یہ روایت کوفہ میں سنی ہے اور ان کی روایت جس نے کوفہ میں سنی ہے وہ قبلِ اختلاط کی ہے۔ (الجرح والتعدیل للقرطبی 1086/3)

قتادہ بن دعامہ السدوسی متوفی 117ھ

امام ذہبی لکھتے ہیں: قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز الحافظ العلامہ ابو الخطاب السدوسی البصری مادرزاد نابینا مفسر تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن سرجس، انس بن مالک، سعید بن المسیب، معاذہ، ابی الطفیل اور کثیر لوگوں سے سماع احادیث کیا اور اُن سے مسعر، ابن ابی عروبہ، شیبان، شعبہ، معمر، ابان بن یزید، ابوعوانہ، حماد بن سلمہ وغیرہم نے سماع احادیث کیا۔ قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے کبھی کسی حدیث کو سُن کر یہ نہیں کہا کہ مجھے دوبارہ سناؤ۔ جو کچھ میرے کانوں نے سنا میرے دل نے اس کو محفوظ کر لیا۔

ابن سیرین نے کہا: قتادہ لوگوں میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں مفسر اور حافظ الحدیث اور فقیہ کہا۔

سفیان ثوری نے کہا: او کان فی الدنیا مثل قتادۃ ؟ ـــــ کیا دنیا میں قتادہ جیسا بھی کوئی ہوا؟ معمر نے کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک قتادہ بڑے عالم ہیں یا مکحول؟ تو انہوں نے کہا کہ مکحول نہیں بلکہ قتادہ۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ قتادہ اہل

بصرہ میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ جو کچھ سنتے تھے وہ حفظ کر لیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ 92/1 دارالکتب العلمیہ بیروت 1998ھ)

جن اسلاف نے جعدہ سے متعلق روایت کو قبول کیا ہے

☆ علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفی 942ھ:

آپ نے تحریر فرمایا ہے: وسمته جعدة بنت الاشعث بن قيس فمات و صلى عليه سعيد بن العاص دفن بالبقيع ؛

ترجمہ: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا تو آپ شہید ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت سعید بن العاص نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد 64/11)

☆ علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی 911ھ:

تحریر فرماتے ہیں: توفى الحسن رضى الله عنه بالمدينة مسموما سمته زوجته جعدة بنت الاشعث بن قيس دس اليها يزيد بن معاوية ان تسمه فيتزوجها ففعلت ـــــــ

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر سے ہوئی۔ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے یزید کے جھانسے میں آکر زہر دیا تھا کہ وہ اس شادی کرے گا۔ چنانچہ جعدہ نے ویسا کر ڈالا۔ (تاریخ الخلفاء 147/1)

☆ ابوالحسن علی بن ابوالکرم عزالدین ابن الاثیر المتوفی 630ھ:

تحریر فرماتے ہیں: وكان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قيس سقته السم ـــــــ

ترجمہ: حضرت امام حسن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے آپ کو زہر دیا تھا۔ (اسد الغابہ 13/2)

☆ علامہ ابن عبد البر القرطبی المتوفی 463ھ:

تحریر فرماتے ہیں: وقال قتادة وابوبکر بن حفص سم الحسن بن علی سمته امرأته جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی۔

ترجمہ: قتادہ اور ابوبکر بن حفص نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اُن کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 389/1)

☆ علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی المتوفی 902ھ:

تحریر فرماتے ہیں: ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس سمته نفرا وکرها لها۔

ترجمہ: آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے آپ کو زہر دیا تھا کیوں کہ آپ اس سے نفرت کرتے تھے اور اسے پسند نہیں کرتے تھے۔

(التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ 384/1)

☆ علامہ محمد بن سعد البصری البغدادی المتوفی 338ھ:

اپنی سند صحیح کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: ان جعدة بنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم۔

ترجمہ: جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ 338/1)

☆ علامہ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر العسقلانی المتوفی 852ھ:

ام موسیٰ کی سند سے یہ روایت ذکر کی ہے: ان جعدة بنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم ۔

ترجمہ: جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا تھا۔

(تہذیب التہذیب 300/2)

☆ علامہ جمال الدین مزی المتوفی 742ھ:

ابن سعد کی سند سے تحریر فرمایا: ان جعدة بنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم ۔

ترجمہ: جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا تھا۔

(تہذیب الکمال 253/6)

☆ علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز الذہبی المتوفی 748ھ:

ام موسیٰ والی روایت کو ذکر فرمایا: ان جعدة بنت الاشعث بن قیس سقت الحسن السم ۔

ترجمہ: جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء 344/4)

☆ علامہ ابن منظور الافریقی المتوفی 711ھ:

آپ نے بھی بلا کسی نکیر کے ام موسیٰ کی روایت کو ذکر کیا ہے اور اسی کی تائید میں ابن جعدبہ کی روایت کو بھی نقل کیا ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق 39/7)

☆ علامہ ابن خلکان المتوفی 681ھ:

آپ نے جعدہ والی روایت کو مقبول مانا ہے اور اس کی تائید میں یہ روایت بھی نقل کی

ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قریش کے ایک آدمی سے جعدہ کا نکاح ہوا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو بچے اس لڑکے کو اس کے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے: یاابنَ مُسِمّۃِ الاَزوَاجِ ۔(اے شوہر کو زہر پلانے والی عورت کے بیٹے!)

☆ علامہ یاسین بن خیر اللہ الخطیب الموصلی المتوفی 1232ھ

تحریر فرماتے ہیں: فان زوجته سقته السم ومات به وهي جعدة بنت الاشعث ۔ (الروضۃ الفیحاء فی اعلام النساء 96/1)

شبہات وجوابات

شبہ (۱)

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ’’بعض لوگوں نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو کہا تھا کہ تم حسن بن علی کو زہر دو اس کے بعد میں تم سے نکاح کروں گا۔ جعدہ نے ویسا ہی کیا، جب حسن بن علی کی وفات ہوگئی تو جعدہ نے یزید کو وعدہ وفا کرنے کی بات کہی تو یزید نے کہا: جب حسن کے حق میں تو قابل اعتماد نہیں نکلی تو ہم اپنے حق میں تم پر کیسے اعتماد کریں؟ یہ روایت میرے نزدیک صحیح نہیں، اور حضرت معاویہ کی نسبت یہ روایت بدرجۂ اولیٰ صحیح نہیں ـــــ (البدایہ والنہایہ 8/47)

جواب:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت کی بات ہے تو یہ قابل تسلیم ہے کہ کوئی صحیح تو کیا حسن روایت بھی موجود نہیں ـــــ لیکن ـــــ یزید کے تعلق سے کوئی صحیح روایت موجود نہیں یہ بات ناقابل تسلیم ہے۔ کیوں کہ گزشتہ صفحات میں متعدد روایات ذکر کی گئیں کہ جعدہ بنت اشعث نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا

ـــــــ جیسا کہ ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق کے حوالے سے صحیح روایت گزری۔ اس کے علاوہ ابن الجوزی، ابن حجر عسقلانی، محمد بن احمد الافریقی وغیرہم نے اپنی اپنی سند کے ساتھ جعدہ بنت اشعث سے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ جن میں سے بعض کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن مجموعی طور پر وہ درجۂ حسن کو پہنچی ہوئی ہیں ـــــــ علاوہ ازیں ابن کثیر نے جعدہ سے متعلق روایت کی ایک خاص سند کے تعلق سے لکھا ہے کہ "یہ روایت میرے نزدیک صحیح نہیں" اس سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ جعدہ بنت اشعث کے تعلق سے تمام روایات صحیح نہیں ـــــــ چنانچہ خود ابن کثیر نے ابن سعد والی روایت کو مع سند ذکر کیا ہے لیکن اس پر کچھ جرح نہیں کی ہے۔ اِس سے اشارہ ملتا ہے کہ ابن سعد والی روایت ان کے نزدیک صحیح ہے۔ گزشتہ صفحات میں راقم نے ایک درجن محدثین ومورخین کے اسمائے گرامی درج کیے ہیں۔ اُن حضرات نے بلاکسی نکیر کے اس روایت کو تسلیم کیا ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا ـــــــ ایک جماعتِ محدثین وعلماء محققین نے جب جعدہ بنت اشعث والی روایت کو معتبر قرار دیا ہے تو اُسے ضعیف ونامعتبر کہہ کر یکسر رد کردینا غیر معقول بات ہے ـــــــ

شبہ (۴)

جب خود امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو زہر کس نے دیا؟ تو آپ نے کسی شخص کا نام نہیں لیا تو دوسروں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ کسی کو نامزد کرے؟ وہ بھی آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث پر زہر دینے کا الزام! یہ تو سراسر تہمت ہے۔؟

جواب

مظلوم ظالم کا نام ظاہر نہ کرے تو دوسروں کو کسی حال میں ظالم کا نام ظاہر کرنے کی

اجازت نہیں، یہ بات غیر شرعی بھی ہے اور تاریخی شواہد کے خلاف بھی ــــــ تاریخ کے صفحات میں کتنے ایسے نامزد قاتل وظالم ہیں جنہیں اقرار یا شرعی شہادت کے بغیر محض شہرت کی بنیاد پر قاتل وظالم مانا جاتا ہے۔ جعدہ بنت اشعث کی جانب منسوب زہر دینے کی بات اسی زمانے میں اتنی مشہور تھی کہ ابن خلکان کی روایت کے مطابق جعدہ بنت اشعث کے ایک قریشی بچے کو اُس کے ہمجولی بچے "اے شوہر کو زہر دینے والی عورت کے بیٹے" کہہ کر پکارتے تھے۔ جعدہ والی روایت کو شہرت عامہ حاصل تھی۔ یہ محض افواہ نہیں تھی۔ پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کے نام کو چھپایا کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اگر خود نام ظاہر فرماتے تو خطرناک خوں ریزی ہوتی۔ جعدہ سے خون کے بدلے خون کا مطالبہ ہوتا اور زہر خورانی معاملے میں جو لوگ خفیہ طور پر شامل تھے وہ یہ کہہ کر جعدہ کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے کہ شہادت شرعیہ چاہیے۔ ایسی صورت میں شہادتِ عثمان والے واقعہ کی شکل سامنے آجاتی اور ایک بار پھر مسلمانوں کے دو گروہ بر سر پیکار ہو جاتے ــــــ اس موقع پر بھی نبی پاک ﷺ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کو جنگ سے محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ جب حضرت امام حسین نے آپ سے پوچھا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ تو آپ نے امام حسین سے پوچھا: بھائی تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ امام حسین نے کہا: اقتله والله قبل ان ادفنك ــــــ قسم خدا کی آپ کو دفن بعد میں کروں گا اس شخص کو قتل پہلے کروں گا۔ امام حسن نے فرمایا: اے میرے بھائی! یہ دنیا فنا ہو جانے والی ہے۔ دعه حتی التقی انا وهو عندالله ــــــ چھوڑ دو اُسے یہاں تک کہ وہ اور میں دونوں اللہ کے یہاں حاضر ہوں گے۔ (البدایہ والنہایہ 43/8)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ مجھے روضۂ رسول کے اندر دفن کرنا اگر اس کی وجہ سے خوں ریزی و شر انگیزی ہو تو جنت البقیع میں دفن کرنا ـــــ آپ کی وصیت کے مطابق روضۂ رسول میں آپ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی لیکن والی مدینہ مروان بن حکم نے بنو امیہ کے لوگوں کو اور اپنے حامیوں کو جمع کیا اور روضۂ رسول میں دفن ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ آپ کو آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا ـــــ (الکامل فی التاریخ 58/3)

شہادت کے بعد بھی مظلوم شہید سبطِ رسول کے تعلق سے مروانیوں کے دل میں اتنی سی ہمدردی پیدا نہ ہوئی کہ وصیت کے مطابق روضۂ رسول کے اندر انہیں دفن ہونے دیتے ـــــ اس موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ کے لوگوں سے یہ فرمایا تھا: لوگو! کیا تم نبی ﷺ کے بیٹے کو ان کی تربت میں دفن ہونے سے روکتے ہو حالاں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ـــــ ایسے خطرناک اور پُر فتن ماحول میں حضرت امام حسن کا اپنے قاتل کا نام ظاہر نہ کرنا صبر و تحمل کا بے مثال نمونہ ہے ـــــ اس وقت کے پُر آشوب اور نازک حالات کا اندازہ ابن عبد البر کی درج ذیل روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے میں سوائے حضرت سعید بن العاص کے بنی امیہ کا کوئی شخص شریک نہ ہوا۔ سعید بن العاص ہی نے نماز جنازہ پڑھائی لیکن یہ کیسی مجبوری کی حالت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس موقعہ پر حضرت امام حسین نے سعید بن العاص سے یہ کہا تھا: اگر نماز جنازہ سنت نہ ہوتی

تو میں تم کو قطعاً امامت کے لئے آگے نہ بڑھاتا۔ (مستدرک 187/3)

خالد بن ولید بن عقبہ سے رہا نہ گیا تو انہوں نے بنی امیہ سے خوب منت وساجت کر کے جنازے کو دور سے دیکھنے کی اجازت لی تو بنو امیہ نے انہیں اجازت دی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 116/1)

اس طرح کے واقعات کے حوالے سے یہ کہنا غلط ہے کہ جب قاتل کے بارے میں علم و یقین حاصل نہیں تو کسی کو قاتل کہنا کیوں کر صحیح ہوگا؟ ـــــ قصاص اور شرعی حد قائم کرنے کے لئے ایسے علم کی ضرورت ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو کیوں کہ شبہ جہاں ہوگا وہاں حاکم اسلام حد و قصاص قائم نہیں کر سکتا ـــــ لیکن جس شخص کا قاتل ہونا قرائن و علامات اور شہرت عامہ کی بنیاد پر معلوم ہو تو یہ علم اگرچہ ظنی ہے لیکن اس کی بنا پر کسی کو قاتل کہنا غلط نہ ہوگا۔ ہاں اس پر شرعی حد قائم نہیں ہوگی۔ حالات واشخاص کے مطابق حاکم اسلام اس پر تعزیری کارروائی کر سکتا ہے ـــــ

جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا یہ بات ظن غالب پر مبنی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں باب تعزیر میں ایسے ظن کا بھی اعتبار کیا گیا ہے جو بے بنیاد نہ ہو۔ جعدہ سے متعلق زہر خورانی کی بات بے بنیاد نہیں کہ اسے تہمت کے خانے میں رکھا جائے اور یہ ذرا گمان بھی نہیں کہ اسے سوءِ ظن پر محمول کیا جائے ـــــ اگر اسے تہمت یا سوءِ ظن کہا جائے تو سوال یہ ہے کہ جن مستند علماءِ اسلاف نے جعدہ بنت اشعث سے متعلق روایت کو معتبر مانتے ہوئے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے کیا وہ سب کے سب گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟ بلکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خود ایک فرد خاص کو اپنا قاتل گمان کرتے تھے۔ (اگرچہ اس کا نام ظاہر نہیں فرمایا تھا) تو کیا آپ بھی سوءِ ظن کا شکار ہوئے۔

دیکھئے علامہ مزّی نے عمیر بن اسحاق تابعی کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب امام حسین نے امام حسن سے اُن کے قاتل کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا: ترید قتلہ : تم اُسے قتل کروگے؟ کہا ہاں! تو انہوں نے کہا لئن کان صاحبی الذی اظن للہ اشد لی نقمة وان لم یکنه مااحب ان تقتل بی بریئا ۔

ترجمہ: اگر وہ میرا صاحب ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ سخت بدلہ لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میرے بدلے میں تم کسی بے گناہ کو قتل کرو۔ (تہذیب الکمال 251/6)

زہر دینے والا کون؟ اس کے یقین کے دو ہی ذریعہ ہیں ایک یہ کہ زہر دینے والا خود اقرار کرے ۔ دوسرا یہ کہ شہادت شرعیہ حاصل ہو جائے ____ دونوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے جب یقین حاصل ہو جائے تو ہی حد قائم کرنا شرعا درست ہوتا ہے، حالاں کہ ان دونوں سے بھی ظن ہی حاصل ہوتا ہے یہ اور بات ہے کہ شریعت نے دونوں سے حاصل شدہ علم کو یقینی مانا ہے، لہذا ہم اسے یقینی مانتے ہیں۔ وہاں نہ اقرار ہے نہ شہادت شرعیہ، اس لئے حضرت امام حسن نے اپنے قاتل کو جاننے کے باوجود نام ظاہر نہیں فرمایا کیوں کہ نام ظاہر کرنے کی صورت میں غیض وغضب کی آگ بھڑک اٹھتی اور نامزد شخص کو قتل کردیا جاتا جس کے نتیجے میں قتل وخوں ریزی کا بازار گرم ہو جاتا ____

شبہ (۳)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اُن کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا۔ اس کا ثبوت کسی دلیل سے نہیں اور اس پر کوئی صحیح روایت موجود نہیں ۔ (امیر المومنین الحسن بن علی شخصیتہ وعصرہ 432/1)

جواب:

اگر ثبوت سے مراد ایسا ثبوت ہے جس سے قاتل پہ حد لازم ہو جائے تو یہ بات صحیح ہے۔ کیوں کہ جعدہ کی نسبت زہر دینے کی بات نہ اقرار شرعی سے ثابت ہے نہ شہادت شرعیہ سے، اور حد قائم کرنے کے لئے دونوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ثبوت سے مراد یہ ہے کہ اس پر کوئی دلیل اور صحیح روایت نہیں تو یہ دعویٰ باطل ہے۔ کیوں کہ جعدہ بنت اشعث کی جانب منسوب زہر دینے کی بات دورِ اول ہی میں شہرت عامہ پا چکی تھی جسے کثیر علماء تراجم وسیر واہل تواریخ اور محدثین نے نقل فرمائی ہے۔ تمام روایات کی اسانید گرچہ فرداً فرداً صحیح نہیں لیکن بعض اسانید صحیح ہیں جیسا کہ ابن سعد کے حوالے سے گزشتہ صفحات میں روایت گزر چکی ہے۔ اور مجموعی اعتبار سے جعدہ بنت اشعث کی روایت کو مقبول اخبارِ آحاد کا درجہ حاصل ہے جس سے علمِ ظنی کا حصول ہوتا ہے اور علم ظنی گرچہ باب حدود میں معتبر نہیں، لیکن بابِ تعزیر میں اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔

شبہ (۴)

طبقاتِ ابن سعد کے حوالے سے ام موسیٰ کی جو روایت گزشتہ صفحات میں ذکر کی گئی ہے اس کی سند ضعیف ہے (شیخ محمد بن صامل محشی الطبقات الکبریٰ)

جواب:

ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ کے حاشیہ نگار شیخ محمد بن صامل نے روایت مذکورہ کو نقل کرنے کے بعد اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ لکھا ہے لیکن اس کے ضعف کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی ہے۔ گزشتہ صفحات میں راقم نے روایت مذکورہ کے تمام رُواۃ کے حالات کتب تراجم کے حوالے سے درج کر دیے ہیں۔

ابن سعد کی روایت میں چار راوی ہیں (1) یحییٰ بن حماد (۲) ابوعوانہ (۳) مغیرہ (۴) ام موسیٰ۔ چاروں راویوں میں سے کوئی بھی ضعیف و نامقبول نہیں ـــــــ یحییٰ بن حماد امام بخاری کے استاذ اور صحاح ستہ کے راویوں میں ہیں۔ ابوعوانہ بخاری و مسلم سمیت صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ذہبی نے انہیں علم حدیث کا ستون کہا ہے۔ مغیرہ بن مقسم ضبی صغارِ تابعین میں سے ہیں۔ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔ ام موسیٰ (فاختہ یا حبیبہ) تابعیہ ہیں۔ بخاری نے الادب المفرد میں ان کی روایت ذکر کی ہے اور ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے بھی راوی ہیں۔ عجلی نے انہیں ثقہ کہا۔ غیر مقلد عالم شیخ البانی نے الادب المفرد کے حاشیہ میں ام موسیٰ والی سند کو صحیح کہا ہے۔ ابن سعد کی روایت کے تمام راوی ثقہ متقن ہیں ام موسیٰ کے سوا تمام راوی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے ہیں پھر بھی یہ کہنا کہ روایت ضعیف ہے! یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے ــــــ

شبہ (۵)

جعدہ بنت اشعث والی روایت جسے ابن الجوزی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اس کی سند میں یزید بن عیاض ابن جعدبہ منکر الحدیث ہے۔ اُسے امام مالک نے کذاب کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے لیس بثقة کہا، علی بن مدینی نے ضعیف کہا، نسائی نے متروک اور دارقطنی نے ضعیف کہا۔ (میزان الاعتدال)

جب ابن الجوزی کی روایت کی سند میں ایک راوی منکر الحدیث و کذاب ہے تو اس کی روایت کیسے معتبر ہوگی؟ (علی محمد بن الصلابی)

جواب:

جعدہ بنت اشعث کے تعلق سے کتب تراجم وطبقات و کتب تواریخ میں دو قسم کی

روایات ملتی ہیں۔ایک تو یہ کہ جعدہ نے زہر دیا ہے۔دوسری یہ کہ زہر کیوں دیا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابن الجوزی کی روایت میں زہر دینے کا سبب مذکور ہے اور ابن سعد کی مستند صحیح روایت میں صرف زہر دینے کا ذکر ہے، سبب کا ذکر نہیں۔زہر خورانی کے سبب والی روایت کے ضعیف و نامقبول ہونے سے زہر خورانی والی روایت کا ضعیف و نامقبول ہونا لازم نہیں۔ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کا وجود مسلم ہو لیکن سبب وجود میں اختلاف ہو، یا سبب وجود سرے سے معلوم ہی نہ ہو۔

سبب کے تعلق سے روایات مختلف ہیں۔بعض روایات میں ہے کہ یزید نے جعدہ کو شادی کا جھانسہ دیا تھا اور مستقبل کے امیر کی بیوی بننے کے لالچ میں اُس نے یہ کام انجام دیا۔بعض روایات میں ہے کہ جعدہ سے نکاح کرنے پر امام حسن رضی اللہ عنہ راضی نہ تھے آپ کو دھوکہ اور غلط فہمی میں ڈال کر جعدہ سے آپ کا نکاح کیا گیا تھا۔امام حسن جعدہ کو ناپسند کرتے تھے۔جعدہ کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ اُسے طلاق ہوجائے گی وہ چوں کہ امیر کندہ اشعث کی بیٹی تھی اور طلاق ہونے کی صورت میں اس کی غیرت کو دھچکا لگتا، اسی غیض وغضب میں جل بھن کر اس نے یہ اقدام کیا۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

ان زوجته جعدة بنت اشعث بن قیس سمته نفرا و کرھا لھا۔

ترجمہ: امام حسن کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے ان کو زہر دیا کیوں کہ اُس سے امام حسن نفرت کرتے تھے اور اُسے ناپسند کرتے تھے۔

(التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ 283/1)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی امارت کا راستہ

صاف کرنے کے لئے جعدہ کو استعمال کر کے یہ خفیہ تدبیر اختیار کی تھی ـــــــ

اس تعلق سے ابن خلدون لکھتے ہیں:

وما ینقل من ان معاویة دس الیهم السم مع زوجه جعدة بنت الاشعث فهو من احادیث الشیعة وحاشا لمعاویة من ذالك۔

ترجمہ: یہ جو منقول ہے کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کے ساتھ ساز باز کر کے امام حسن کو زہر دلوایا تھا، تو یہ شیعوں کی گڑھی ہوئی بات ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات بہت بعید ہے ـــــ (تاریخ ابن خلدون 649/2)

زہر خورانی کے سبب میں روایات کے اختلاف کے باوجود تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زہر جعدہ نے دیا تھا۔۔۔ لہذا کسی خاص روایت جس میں زہر خورانی کا کوئی خاص سبب مذکور ہے، کے ضعیف و نا مقبول ہونے سے اُن تمام روایات کا نا مقبول ہونا لازم نہیں آتا جن میں بلا ذکرِ سبب صرف جعدہ کی جانب زہر خورانی کی بات منسوب ہے ـــــ ابن الجوزی کی روایت میں زہر دینے کے سبب کا ذکر ہے اور ابن سعد کی روایت میں جعدہ کی جانب زہر دینے کی بات منسوب ہے۔ سبب والی روایت کے ضعیف و نا مقبول ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابن سعد والی روایت جس میں صرف زہر دینے کی بات مذکور ہے وہ بھی نا مقبول و مردود ہو ـــــ

قتادہ کی روایت کو علامہ ابن عبد البر القرطبی متوفی 463ھ نے بھی نقل کیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے تحریر فرمایا:

وقال قتادة وابوبکر بن حفص سم الحسن بن علی سمته امرأته جعدة

بنت الاشعث بن قیس الکندی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1/ 115)

ترجمہ: قتادہ اور ابو بکر بن حفص نے کہا: حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا تھا۔۔۔۔۔

ابن عبدالبر کے نزدیک یہ روایت قابل اعتماد و مشہور ہے۔۔۔۔۔ کیوں کہ انہوں نے کتاب ''الاستیعاب'' کے مقدمہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ میں نے اپنی اِس کتاب میں انہیں روایات کو قابل اعتماد قرار دیا ہے جو اصحاب سیر و تواریخ کے درمیان مشہور ہیں۔ ابن عبدالبر کے الفاظ یہ ہیں:

اعتمدت فی ھذا الکتاب علی الاقوال المشھورۃ عند اھل العلم بالسیرۃ واھل العلم بالاثر والانساب وعلیٰ التواریخ المعروفۃ التی علیھا عول العلماء فی معرفۃ ایام الاسلام وسیر اھلہ۔۔۔۔۔

ترجمہ: میں نے اس کتاب میں اُن اقوال پر اعتماد کیا ہے جو علماءِ سیر اور علماء اثر و انساب کے مابین مشہور ہیں اور ان مشہور تواریخ کو قابل اعتماد ٹھہرایا ہے جن پر علماء نے زمانۂ اسلام اور مسلمانوں کے احوال کی معرفت کے معاملے میں اعتماد کیا ہے۔

(الاستیعاب 1/20)

ابن سعد کی روایت جو ابو عوانہ عن مغیرۃ عن ام موسیٰ والی سند سے مروی ہے اس کو علامہ ذہبی نے بھی سیر اعلام النبلاء جلد 4 صفحہ 344 پر بلا کسی جرح و نقد کے نقل کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ذہبی کے نزدیک بھی ابن سعد کی روایت مقبول ہے۔۔۔۔۔ گزشتہ صفحات میں ابن سعد کی روایت کے تمام رُواۃ کے احوال کتب تراجم و طبقات کے حوالے سے درج کئے گئے ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ ابن سعد کی روایت کی سند کے جملہ رواۃ ثقہ

متقن ہیں۔ام موسیٰ کے سوا اس کے تمام راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں اور ام موسیٰ بھی ثقہ تابعیہ ہیں۔ان پر کسی نے جرح نہیں کی ہے۔لہذا ابن سعد کی روایت کے صحیح و مقبول ہونے میں کلام نہیں۔۔۔۔۔۔

گزشتہ صفحات میں راقم نے پانچ روایات مع سند پیش کیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا۔نیز ایک درجن سے زائد علماء اثر وتواریخ واہل سیر اسلاف کے اقوال ذکر کیے۔لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے کی نسبت جعدہ بنت اشعث کی طرف بے بنیاد ہے۔۔۔۔۔۔کثیر تعداد میں علماء واسلاف اہل سنت نے یہ بات اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے لہذا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جعدہ کی جانب منسوب روایت روافض وشیعوں کی من گڑھت ہے۔کیوں کہ جن اسلاف کے اسماء ذکر کیے گئے ہیں وہ سب کے سب اہل سنت بلکہ قائدین اہل سنت تھے۔۔۔۔۔۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔۔۔۔۔۔

فضائل امام حسن رضی اللہ عنہ

ذیل میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

☆ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔حسن بن علی کو اپنے کاندھے پہ بٹھا ہوئے تھے اور یہ فرمارہے تھے:اللھم انی احبہ فاحبہ۔۔۔۔۔۔اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت فرما۔۔۔۔۔۔(بخاری حدیث3779)

☆ صحیح بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک بازار میں تھا۔حضور کے ساتھ جب

میں واپس آنے لگا تو حضور نے فرمایا: اَینَ لُکَعُ۔ بچہ کہاں گیا؟ ایسا تین بار فرمایا پھر فرمایا: حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی چلتے ہوئے آنے لگے۔ اُن کے گلے میں لونگ کا ہار تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔ انہوں نے بھی ویسا ہی ہاتھ کا اشارہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا: اللھم انی احبه فاحبه واحب من یحبه ـــــ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو اِن سے محبت کرتا ہے اس سے محبت فرما ـــــ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: فما کان احد احب الی من الحسن بن علی بعدما قال رسول اللہ ﷺ ما قال ـــــ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سننے کے بعد میرے نزدیک حسن بن علی سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہوا۔ (صحیح البخاری 5884)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اُن سے حضرت امام حسن کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام حسن سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے پیٹ پہ بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ ذرا پیٹ کا وہ مقام مجھے دکھایئے جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا تھا تاکہ میں بھی اسے چوم لوں۔ حضرت امام حسن نے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابو ہریرہ نے اسے چوم لیا ـــــ یہ حدیث شرط صحیحین پر ہے۔ ذہبی نے بھی اسے بخاری و مسلم کی شرط پر کہا۔ (مستدرک 3/184)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی گود میں حسن کو دیکھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک میں انگلی داخل کر رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ ان کے منہ میں اپنی زبان داخل فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اللھم انی احبه فاحبه ۔ (مستدرک الحاکم)

☆ صحیح بخاری ہی میں حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا۔وہ حسن کو گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:

بابي ،شبيه بالنبي لا شبيه بعلي وعلي يضحك۔۔۔۔۔

ترجمہ: میرے باپ ان پر قربان ہوں۔یہ نبی ﷺ کے ہم شکل ہیں۔علی کے ہم شکل نہیں۔یہ سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے۔(صحیح البخاری حدیث3750)

☆ صحیح بخاری ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا

لم يكن احد اشبه بالنبي ﷺ من الحسن بن علي۔۔۔۔۔ ترجمہ: کوئی آدمی حسن بن علی سے زیادہ نبی ﷺ کا ہم شکل نہیں تھا۔۔۔۔۔(صحیح البخاری حدیث3752)

☆ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرمایا کہ اولاد علی میں حسن سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہم شکل نہ تھا۔(مستدرک حدیث4784)

☆ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔حسن بن علی آپ کے ہم شکل تھے۔(مستدرک3/184)

☆ صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ کی روایت حضرت حسن سے ہے کہ جب حضرت حسن بن علی حضرت معاویہ کے مقابلے میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر آئے تو عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ سے کہا کہ میں اتنا بڑا لشکر دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کے سارے لشکر کو فنا کردے گا اور اسے بھاگنے کا موقعہ بھی نہ دے گا۔یہ سن کر حضرت معاویہ نے کہا اگر یہ سارے لوگ اس میں مارے گئے تو پھر لوگوں کے امور کا ذمہ دار کون ہوگا؟عورتوں کا کیا ہوگا ؟ان کے گھربار کا کیا ہوگا؟ چنانچہ انہوں نے قریش کے دو آدمی،عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو مصالحت کی پیش کش کے ساتھ بھیجا۔یہ دونوں حضرت حسن کے

پاس پہنچے اور مختصر سی بات چیت کے بعد مصالحت کی پیش کش کی جسے امام حسن نے منظور کر لی اور فرمایا: میں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر تھے اور حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے۔ ایک بار لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار ان کی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے تھے۔

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سید ہے۔ امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا ـــــ (صحیح البخاری حدیث 2704)

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے اور حسن آجاتے تو یہ فرماتے: ان ابنی ھذا سید وھو ریحانتی من الدنیا ـــ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ دنیا میں یہ میرا پھول ہے۔ (فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم حدیث 124)

☆ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے نبی! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میری گود میں گرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا خواب تم نے دیکھا ہے۔ فاطمہ کو ایک لڑکا ہوگا جو تمہاری گود میں دیا جائے گا اور تم قثم (بن عباس) کے دودھ میں اس کو شریک کرو گی۔ چنانچہ حضرت حسن پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل نے انہیں دودھ پلایا۔ (ایضا 127)

☆ عبد اللہ بن عبید بن عمر نے کہا کہ حسن بن علی نے 25 حج پیدل کئے ہیں۔ حالاں کہ قافلہ میں دوسرے لوگ سواریوں پر سوار ہوتے تھے۔ (مستدرک: حدیث 4788)

☆ حضرت سعید بن ابو سعید المقبری کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو حسن بن علی بن ابی طالب ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ ہم نے

سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابو ہریرہ کو معلوم نہ ہوسکا تو ہم نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ حسن بن علی ہیں، انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ بڑھ کر ان کے پاس پہنچے اور کہا: وعلیک السلام یا سیدی۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "آپ سید ہیں" حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے بھی صحیح کہا۔ (مستدرک: حدیث 4792)

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو سینے سے لگایا پھر چومنے اور سونگھنے لگے۔ یہ دیکھ کر ایک انصاری شخص نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے جو بالغ ہو چکا ہے، میں نے کبھی اسے نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تیرے سینے سے رحم نکال دیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ حاکم نے اسے شرط شیخین پر صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے بخاری و مسلم کی شرط پر کہا۔ (مستدرک 4793)

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حسن بن علی کو اپنی گردن پہ بٹھائے ہوئے تشریف لا رہے تھے۔ ایک شخص نے یہ دیکھ کر کہا: کتنی اچھی سواری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔ (مستدرک: حدیث 4794)

☆ جبیر بن نفیر فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضرت امام حسن نے فرمایا: یہ بات غلط ہے۔ حق یہ ہے کہ پورے عرب کی کھوپڑیاں ہمارے اختیار میں ہیں۔ سارے عرب اُس سے جنگ کریں گے جس سے میں جنگ کروں گا۔ اُس سے صلح کریں گے جس سے میں صلح کروں گا۔ میں نے خلافت صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرنے کے لئے چھوڑ دی ہے ـــــ حاکم نے اسے شرط صحیحین پر کہا اور ذہبی نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی

شرط پر ہے۔(مستدرک حدیث 4795)

☆ ابوالحوراء السعدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی سے پوچھا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یاد ہے۔ کہا ہاں! مجھے یاد ہے کہ ایک بار (بچپن میں) میں نے صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے منہ سے نکال کر رکھ دیا۔ ایک شخص نے کہا: بچہ اگر ایک کھجور کھا ہی لیتا تو کیا حرج تھا۔ آپ نے فرمایا: ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔ پھر آپ نے فرمایا! دَع مایریبك الی مالایریبك ۔ فان الصدق طمانینة وان الکذب ریبة ـــــ شک چھوڑ و یقین اختیار کرلو۔ سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں بے چینی ہے ـــــ پھر آپ ہمیں یہ دعا سکھاتے تھے: اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیمااعطیت وقنی شرماقضیت انه لایذل من والیت و ربما قال۔ تبارکت ربنا وتعالیت ـــ(اے اللہ ہمیں اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں شامل فرما، اپنی معافی والے بندوں میں داخل فرما، اپنے دوستوں میں شامل فرما۔ اپنی عطا کردہ نعمتوں میں برکتیں نازل فرما اور قضا کے شر سے محفوظ فرما۔ یقیناً جو تیرا دوست ہے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔ کبھی یہ فرماتے: اے پروردگار تو بابرکت ہے۔ بلند و برتر ہے (مسنداحمد 249/3)

فضائل علی رضی اللہ عنہ پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا بے مثال خطبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو دوسرے دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے۔ آپ کے سر پہ سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر یہ بے مثال خطبہ دیا:

"اے لوگو! تم ایسے آدمی سے جدا ہو گئے جس کے مرتبے کو نہ ماضی میں کوئی پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکے گا ـــ رسول اللہ ﷺ اُن کے ہاتھ پہ جھنڈا دیتے تھے۔ پھر جب وہ دشمنوں سے

جنگ کرتے تو ان کے داہنے جبرئیل ہوتے اور ان کے بائیں میکائیل ہوتے۔ وہ واپس ہوتے تو فتح ونصرت کے ساتھ واپس ہوتے۔ اللہ نے انہیں اسی رات کو وفات دی جس رات کو موسیٰ علیہ السلام کے وصی (یوشع بن نون علیہ السلام) کو وفات دی ہے۔ (بعض روایات کے مطابق 21 رمضان کی شب اور بعض روایت کے مطابق 27 رمضان کی شب ہے۔۱۲ مؤلف)۔ اُن کی روح اسی رات کو عالم بالا میں پہنچائی گئی جس رات کو عیسیٰ ابن مریم کو آسمان میں اٹھایا گیا ہے۔ وہ وہی رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے۔ بخدا نہ انہوں نے سونا چاندی چھوڑا ہے نہ ڈھیر سارے روپے پیسے ـــــ اُن کے گھر میں ان کا مال ساڑھے سات سو درہم کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یہ ساڑھے سات سو بھی انہوں نے ام کلثوم کے لئے ایک خادم خریدنے کے لئے رکھے تھے ـــــ سن لو! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا۔ جس نے نہیں پہچانا وہ سن لے! میں حسن بن محمد ﷺ ہوں ـــــ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی! وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ـــ (حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی ہے)۔ پھر کتاب اللہ کے مطابق یہ فرمانے لگے میں ابن البشیر ہوں۔ میں ابن النذیر ہوں۔ میں ابن النبی ہوں۔ میں اللہ کے اذن سے داعی الی اللہ کا بیٹا ہوں۔ میں سراج منیر کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میں اس اہل بیت میں سے ہوں جس سے اللہ نے ناپاکی کو دور فرمایا دیا ہے اور اسے خوب خوب پاک کر دیا ہے۔ میں اس اہل بیت میں سے ہوں جس کی محبت ومودت کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو قرآن نازل کیا ہے اس میں اس کا ارشاد ہے: قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی ؕ وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِیۡهَا حُسۡنًا ۔ (الشوریٰ ۲۳) اے نبی آپ فرمادیجئے اس تبلیغ دین پر میں تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا بس یہی

مانگتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ اور جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس نیکی کے حسنِ ثواب میں اضافہ کردیں گے۔ سن لو! یہاں نیکی کرنے کا معنی ہے ہم اہل بیت سے محبت کرنا۔ (المعجم الاوسط 336/2)

تمت بالخیر

ماخذ و مراجع

کتاب	مصنف	وفات	مطبع	سن
القرآن الکریم	-	-	-	-
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابن عبدالبر	۴۳۶ھ	دار الجیل، بیروت	۱۹۹۲ء
الاصابہ فی تمییز الصحابہ	علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دار الجیل، بیروت	۱۴۱۲ھ
الانتقاء	یوسف بن عبداللہ قرطبی	۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	
الادب المفرد	محمد بن اسمٰعیل بخاری	۲۵۶ھ	موسسۃ الکتب الثقافیہ	۱۹۸۹ء
الاحادیث المختارہ	ضیاء الدین المقدسی	۶۴۳ء	دار خضر، بیروت	۲۰۰۰ء
ارواء الغلیل	ناصر الدین البانی	۱۴۲۰ھ	المکتب الاسلامی	۱۹۸۵ء
اکمال الاکمال لابن نقطہ	محمد بن عبدالغنی ابن بغدادی	۶۲۹ھ	جامعۃ ام القریٰ، مکہ	۱۴۱۰ھ
اِنباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ	جمال الدین القفطی	۶۴۶ھ	المکتبۃ العنصریہ، بیروت	۱۴۲۴ھ
اسد الغابہ	علی بن محمد ابن الاثیر	۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	
امیر المومنین الحسن بن علی	علی محمد صلابی		دار التوزیع والنشر	۲۰۰۴ء
البدایہ والنہایہ	اسمٰعیل بن عمر کثیر دمشقی	۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت	۱۹۸۶ء
تہذیب التہذیب	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دار الفکر، بیروت	۱۹۸۰ء
تاریخ یعقوبی	احمد بن ابی یعقوب عباسی		دار صادر، بیروت	
تاریخ الخمیس فی احوال نفس......	حسین بن محمد دیار البکری	۹۶۶ھ	دار صادر، بیروت	
تاریخ دمشق	علی بن حسین ابن عساکر	۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت	۱۹۹۵ء
تاریخ ابن معین	یحییٰ بن معین بغدادی	۲۳۳ھ	دار المامون للتراث، دمشق	۱۴۰۰ھ
تاریخ اربل	مبارک بن احمد المستوفی	۶۷۳ھ	ادارۃ الثقافات والاعلام، عراق	۱۹۸۰ء
تاریخ بغداد	احمد بن علی الخطیب بغدادی		دار الکتب العلمیہ، بیروت	
التاریخ الکبیر	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد	
التاریخ الکبیر	احمد بن ابی خیثمہ	۲۷۹	الفاروق الحدیثہ، قاہرہ	۲۰۰۶ء
تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز	۲۰۰۴ء
تاریخ ابن خلدون	عبدالرحمٰن بن محمد خلدون	۸۰۸ھ	دار الفکر بیروت	۱۹۸۸ء

کتاب	مصنف	سن وفات	مطبع	سن اشاعت
تہذیب الکمال	جمال الدین مزی	۷۴۲ھ	موسسۃ الرسالہ، بیروت	۱۹۸۰ء
تقریب التہذیب	علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	موقع الدرر السنیہ	
التعدیل والتجریح	سلیمان بن خلف الباجی		دار اللولو، ریاض	۱۹۸۶ء
تحفۃ الاحوذی	عبد الرحمن مبارکپوری	۱۳۵۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	
التبیین لاسماء المدلسین	ابراہیم ابو الوفا الحلبی		موسسۃ الریان، بیروت	۱۹۹۴ء
تحفۃ التحصیل فی ذکر رواۃ المراسیل	احمد بن عبد الرحمن العراقی	۸۲۶ھ	مکتبۃ الرشید الریاض	
تہذیب الآثار مسند علی	محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	مطبعۃ المدنی، قاہرہ	
تذکرۃ الحفاظ	شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۸ء
تحفۃ اللطیفۃ	محمد بن عبد الرحمن سخاوی	۹۰۲ھ	الکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۳ء
الثقات	محمد بن حبان	۳۵۴ھ	دار الباز، مکۃ المکرمہ	۱۹۸۴ء
الجرح والتعدیل	ابن ابی حاتم رازی	۳۲۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت	۱۹۵۲ء
حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ	دار الکتب العربی، بیروت	۱۴۰۵ھ
الذریۃ الطاہرہ	محمد بن رازی	۳۱۰	الدار السلفیہ، کویت	۱۴۰۷ھ
الروضۃ الفیحاء فی معرفۃ......	یاسین الخطیب الموصلی	۱۲۳۲ھ		
سیر اعلام النبلاء	شمس الدین ذہبی	۷۴۴ھ	دار الحدیث، قاہرہ	۲۰۰۶ء
سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ	ناصر الدین البانی	۱۴۲۰ھ	دار المعارف، ریاض	۱۹۹۲ء
سبل الہدیٰ والرشاد	محمد بن یوسف صالحی	۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۳ء
صحیح ابن حبان	محمد بن حبان	۳۵۴ھ	موسسۃ الرسالہ، بیروت	۱۹۸۸
صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	دار طوق النجاۃ	۱۴۲۲ھ
الطبقات الکبریٰ	ابن سعد بصری	۲۳۰ھ	مکتبۃ الصدیق، طائف	۱۹۹۳ھ
عمدۃ القاری	بدر الدین عینی	۸۵۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت	
فضائل الصحابہ	احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	موسسۃ الرسالہ، بیروت	۱۹۸۳ء
فضائل الخلفاء الراشدین	ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ	دار البخاری، مدینہ	۱۹۹۷ء
الکاشف	شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دار القبلۃ الاسلامیہ	۱۹۹۲ء
الکامل فی التاریخ	علی بن محمد ابن اثیر	۶۳۰ھ	دار الکتاب العربی، بیروت	۱۹۹۷ء
الکنیٰ والاسماء	مسلم بن حجاج القشیری	۲۶۱ھ	جامعہ اسلامیہ، مدینہ	۱۹۸۴ء

لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی	٨٥٢ھ	موسسۃ العلمی، بیروت	١٩٨٦ء
مصنف عبد الرزاق	عبد الرزاق صنعانی		المجلس العلمی، ہند	١٤٠٣ھ
مستدرک	محمد حاکم نیشاپوری	٤٠٥ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	١٩٩٠ء
موسوعۃ اقوال امام احمد	امام احمد بن حنبل		عالم الکتب بیروت	١٩٩٧ء
مغانی الاخیار فی شرح رجال.....	بدر الدین عینی	٨٥٥ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت	٢٠٠٦ء
مسند ابو یعلی الموصلی	ابو یعلی احمد الموصلی	٣٠٧ھ	دار المامون للتراث	١٩٨٤ء
مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	٢٤١ھ	موسسۃ الرسالہ	٢٠٠١ء
المنتظم فی الملوک والامم	عبد الرحمٰن بن علی جوزی	٥٩٧ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	١٩٩٢ء
میزان الاعتدال	شمس الدین ذہبی	٧٤٨ھ	دار المعرفہ، بیروت	١٩٦٣ء
المغنی فی الضعفاء	ابن قدامہ حنبلی	٦٢٠ھ	مکتبۃ القاہرہ	١٩٦٨ء
المحن	محمد بن احمد افریقی	٣٣٣ھ	دار العلوم الریاض	١٤٠٤ھ
مشیخۃ النسائی	ابو عبد الرحمٰن خراسانی	٣٠٣ھ	دار عالم الفوائد	١٤٢٣ھ
مجمع الزوائد	ابو الحسن الہیثمی	٨٠٧ھ	مکتبۃ القدسی	١٩٩٤ء
مختصر تاریخ دمشق	محمد بن منظور افریقی	٧١١ھ	دار الفکر، دمشق	١٩٨٤ء
المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد طبرانی	٣٦٠ھ	دار الحرمین، قاہرہ	